رجسٹرڈ انگلش نمبر

رجسٹرڈ آصفیہ نمبر

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

ہفتہ وار

مملکت

ایڈیٹر
میر حسن الدین بی اے ال ال بی (عثمانیہ)

شرح چندہ
سالانہ ...... ۷؍
ششماہی ...... ۴؍
سہ ماہی ...... ۲؍

قیمت پرانا پرچہ ۴؍

قیمت فی پرچہ ۲؍

جلد | ۱۷ آبان ۱۳۵۵ف | ۱۵ شوال ۱۳۶۴ھ | ۲۲ ستمبر ۱۹۴۵ء شنبہ | نمبر ۲۳

کانگریس اور کمیونسٹ پارٹی کا تصادم

"انڈی پنڈنٹ انڈیا" کا تبصرہ

کانگریس سے کمیونسٹوں کو باہر نکال دینے کی کارروائیاں شروع ہو چکی ہیں۔ بمبئی کی صوبہ واری کانگریس کمیٹی نے چار کمیونسٹ ارکان کو علیحدہ کرکے اس خصوص میں پہلا قدم اٹھا لیا ہے۔ باقی دوسرے صوبوں میں بھی کمیونسٹوں کے خلاف یہی عمل کیا جائے گا۔ بہت ممکن ہے کہ آل انڈیا کانگریس کمیٹی صوبہ واری کمیٹیوں کے اس اقدام کی توثیق کر دے اور جیسا کہ پنڈت جواہر لال نہرو نے مشورہ دیا ہے یہ طے کر دے کہ کوئی کمیونسٹ صوبہ واری کمیٹیوں کی مجلس عاملہ کا رکن نہ بنایا جائے۔ فی الوقت کمیونسٹوں کو کانگریس کی ابتدائی رکنیت سے ممنوع قرار نہیں دیا گیا ہے لیکن کانگریس میں انہیں موثر کام کرنے کے موقع سے محروم کر دیا گیا ہے۔ ہم نے کئی ماہ قبل یہ پیش قیاسی کی تھی کہ کانگریس کمیونسٹوں کا تعاقب کرے گی اور انہیں اپنی تنظیمات سے نکال باہر کرے گی۔ کمیونسٹ اب یہ شکایت نہیں کر سکتے کہ ان پر اچانک یہ حملہ ہوا ہے کانگریسی لیڈروں نے اپنی تقریروں اور بیانات میں ایک عرصہ پہلے یہ واضح کر دیا تھا کہ کمیونسٹوں کے متعلق ان کے عزائم کیا ہیں۔ اور اب جبکہ کانگریسی لیڈر رہا ہو چکے ہیں وہ اپنے عزائم کے مطابق عمل کر رہے ہیں۔ اور کمیونسٹ کانگریس اور گاندھی جی سے اپنی وفاداری کا اظہار کرنے کے باوجود بڑے بے ڈھب موقف میں ہیں۔

کمیونسٹوں کو ان کی دو عملی اور موقع پرستی کا صلہ مل رہا ہے۔ انھوں نے دو گھوڑوں پر وقت واحد میں سوار ہونے کی کوشش کی اور اس میں ناکام رہے۔ اگر جنگ سے متعلق ان کی روش دیانتداری پر مبنی تھی یعنی یہ کہ وہ اگر جنگ کو عوامی جنگ سمجھتے تھے تو وہ کانگریس میں شریک نہ ہوتے۔ لیکن وہ کانگریس میں اس لئے گھس گئے کہ کانگریس کا عوام پر بہت اثر تھا اور ساتھ ہی ساتھ وہ ان ہدایات پر بھی عمل کرتے تھے جو سمندر پار سے انہیں دی جاتی تھیں۔ اس طرح انہیں وقت واحد میں دو متضاد پالیسی پر عمل کرنا پڑتا تھا۔ دو آقاؤں کی اطاعت نے انہیں بالآخر اس مصیبت کے دلدل میں پھنسا دیا۔ اب کمیونسٹوں کو اپنی راہ عمل متعین کرنی ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ وہ کونسا راستہ اختیار کرتے ہیں۔ آیا وہ کانگریس میں شریک رہتے ہیں یا اپنے معتقدات کے مطابق عمل کرتے ہیں بشرطیکہ موقع پرستی کی وجہ سے ان میں معتقدات باقی رہ گئے ہوں۔ بہت ممکن ہے کہ وہ اب بھی ایک بڑی تنظیم میں شریک رہنا اور سیلاب کے ساتھ بہے جانا پسند کرتے ہوں۔ لیکن کانگریسی لیڈر یہ نہیں پسند کریں گے ایسے گستاخی پیروؤں کو اپنی تنظیم میں شریک رہنے دیں۔

گزشتہ آٹھ سال کے دوران میں ہندوستانی کمیونسٹ پارٹی کی پالیسی یہ رہی ہے کہ عوام الناس کے جذبات سے کھیلا جائے۔ اس پارٹی نے خیال کیا کہ عوام پر مہاتما گاندھی کا بہت اثر ہے اس لئے گاندھی جی کی جے کے نعرے لگاتے ہوئے کانگریس میں گھس جانا چاہئے۔ اس طریقے سے عوام تک اپنا پیام پہونچایا جا سکے گا۔ یہ طریقہ اختیار کرکے کمیونسٹوں نے اپنی جماعت کی تعداد میں کیا اضافہ کیا ہمیں خبر نہیں لیکن اس سے جو نقصان ہوا وہ بالکل نمایاں ہے۔ جب کانگریس اپنا اثر کھو رہی تھی کمیونسٹوں نے گاندھی جی اور گاندھیت کو اچھالا۔ جب گاندھی جی کی قیادت سے عوام کی ایک بڑی تعداد منحرف ہو رہی تھی کمیونسٹوں نے کانگریس کے اثرات کو برقرار رکھنے میں مدد کی اور عوام کو اونچے طبقوں کی قیادت سے وابستہ رکھا۔ اپنی دو عملی اور موقع پرستی سے انھوں نے پبلک زندگی کے معیار کو گرا دیا۔ انھوں نے کمیونزم اور کمیونسٹ کے الفاظ کو ذلیل کیا۔ یہ درحقیقت کمیونسٹ نہیں ہیں۔ یہ متوسط طبقہ کے چند نوجوان افراد کی جماعت ہے جو طوطے کی طرح مارکس، لینن اور اسٹالن کے جملوں نعروں کو دہراتے رہتے ہیں اور نہیں جانتے کہ کیا کہہ رہے ہیں۔ اور جب کوئی نازک صورت حال پیش آتی ہے تو عملی قدم اٹھانے کے لئے وہ ان کمیونسٹوں کے اشاروں کا انتظار کرتے ہیں جو سمندر پار چھ ہزار میل کے فاصلے پر ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ ان میں کوئی جوش عمل ہے۔ مگر وہ اب تک ارباب حل کی پرستش میں منہمک تھے۔ جن ارباب کی وہ پرستش کرتے تھے وہی اب انہیں مورد عتاب بنا رہے ہیں۔ جس ہاتھ کا وہ بوسہ لیتے رہے وہی ہاتھ اب انہیں ضرب

بقیہ ملاحظہ صفحہ (۱۲)

مملکت ہفتہ وار

جلد ۵	۱۷ آبان	نمبر ۲۳

ناظم صاحب سررشتہ جنگلات کی ایک یادداشت

مولوی سید عبدالواحد صاحب ناظم جنگلات نے "جنگلات کی مابعد جنگ پالیسی" کے عنوان سے ایک یادداشت شائع کی ہے جس کی ایک کاپی ہمیں بغرض تبصرہ وصول ہوئی ہے۔ اس یادداشت میں جو انگریزی میں مرتب ہوئی ہے ممالک محروسہ سرکار عالی کے جنگلات کی موجودہ حالت اور توفیر جنگلات سے متعلق آئندہ تجاویز پر بحث کی گئی ہے۔ ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ جن تجاویز کو روبہ عمل لانے کے لئے عوام کا اشتراک عمل ضروری ہو ان کو سرکاری زبان کے بجائے ایک بیرونی زبان میں کیوں پیش کیا گیا۔ ہمارے بعض عہدہ دار اردو کے ساتھ جو سلوک روا رکھتے ہیں اس پر ملک نے بارہا احتجاج کیا ہے۔ لیکن یہ احتجاج اب تک صدا بصحرا ثابت ہوا۔ کیا ہم توقع نہیں کرسکتے کہ ایسی غلطیوں کا آئندہ اعادہ نہ کیا جائیگا؟

ہر ملک کے معاشی وسائل میں جنگلات کو جو اہمیت حاصل ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ حیدرآباد میں جنگلات کے مسائل پر وہ توجہ نہیں کی گئی جو ترقی یافتہ ممالک میں کی جاتی ہے۔ جنگلات سے جہاں چوبینہ اور ایندھن کے علاوہ گوند، لاکھ، شہد، موم، بانس، بید وغیرہ جیسی اشیاء اور دوسری ضمنی پیداوار حاصل ہوتی ہے، وہاں جنگلات سے بالواسطہ طور پر موسم، زمین کی زرخیزی، رطوبت وغیرہ پر مفید اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

ناظم صاحب نے مغربی ممالک اور ہندوستان کے مختلف صوبوں سے حیدرآباد کے جنگلات کا موازنہ کرتے ہوئے بتلایا ہے کہ کسی ملک کی زرعی اور معاشی ترقی کے لئے ضروری ہے کہ ملک کے رقبہ کا (۲۵) فی صد حصہ جنگلات کے لئے مختص کردیا جائے۔ مگر حیدرآباد میں صرف (۱۱) فی صد رقبہ جنگلات کے لئے مختص ہے جس سے ملک کی معاشی ترقی میں خاطر خواہ مدد نہیں مل سکتی۔

جنگلات کے رقبہ میں جس طرح تخفیف ہوتی گئی اس کے اسباب پر روشنی ڈالتے ہوئے ناظم صاحب نے بیان کیا ہے کہ زمانہ سابق میں ترقیات کی اسکیموں کے تحت جنگلات کا کوئی حصہ کاٹ دیا گیا اور یہ محسوس نہیں کیا گیا کہ قدرتی وسائل کو زائل کرکے کوئی ملک ترقی نہیں کرسکتا۔ ناظم صاحب نے یہ اندیشہ بھی ظاہر کیا ہے کہ مابعد جنگ دور میں صنعتی ترقی کے نام سے جنگلات کا کوئی حصہ کاٹ دیا جائے گا۔ یہ اندیشہ کس حد تک بجا یا بیجا ہے اس کی وضاحت مرکزی تنظیم مابعد جنگ کو کرنی چاہئے۔ جنگلات کی تباہی کی ایک اور وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ "زیادہ غلہ اگاؤ" کی مہم کے تحت جنگلات کے رقبہ میں دست درازی کی گئی۔ تاوقتیکہ توفیر جنگلات کے لئے فوری قدم نہ اٹھایا جائے زرعی، صنعتی اور معاشی ترقی کے امکانات متاثر ہو جائیں گے۔

عام طور پر ممالک محروسہ سرکار عالی کے جنگلات کی حفاظت اصولی طریقہ پر نہیں ہوئی۔ بیجا قطع و برید، مویشیوں کی چرائی، آتش زدگی وغیرہ سے ان جنگلات کو کافی نقصان پہونچ چکا ہے اور اس کے نتیجے کے طور پر اعلیٰ قسم کا چوبینہ مفقود ہوتا جارہا ہے۔ جنگلات کی پیداوار سے استفادہ کیا جارہا مگر جنگلات کی حفاظت اور توفیر کی جانب خاطر خواہ توجہ نہیں کی گئی۔

جنگلات کی اس ابتری کی اصلاح اور آئندہ ترقی سے متعلق ناظم صاحب نے حسب ذیل تجاویز پیش فرمائی ہیں:

(۱) اس رقبہ کا تعین جو ملک کی قدرتی اور زرعی حالات کو برقرار رکھنے کے لئے ضروری ہے۔

(۲) جنگلات کے موجودہ رقبہ میں اقتضائے ضرورت کے مطابق توسیع۔

(۳) خانگی جنگلات (غیر خالصہ) پر سرکاری نگرانی۔

(۴) مویشیوں کی چرائی پر معقول نگرانی ——— بکریوں کو صحرائے محفوظہ میں چرنے سے روکا جائے اور بن چرائی کی شرح میں اس قدر اضافہ کیا جائے کہ رعایا چارہ فراہم کرکے اپنے جانوروں کی خوراک کا انتظام کرے۔

(۵) مرہٹواڑی میں جو وسیع رقبے گائران کے لئے مختص ہیں وہ سررشتہ جنگلات کے حوالے کردئے جائیں اور رعایا کو بعض مراعات دئے جائیں۔

(۶) خارج کھاتہ اور پرمپوک نمبرات کو سررشتہ جنگلات کے حوالہ کردیا جائے۔

(۷) دریائے مانجرا، پورنا، پین گنگا، گوداوری، موسی، بھیما، تنگبھدرا اور کرشنا کے دونوں جانب زمینات حاصل کرکے درخت لگائے جائیں۔

(۸) جہاں تک ممکن ہو اراضیات اجارہ بغرض توفیر جنگلات حاصل کرلی جائیں۔ محبوب آباد اور ورنگل میں ایسی اراضیات بکثرت موجود ہیں۔

موجودہ قانون حصول اراضی کے تحت زمینات حاصل کرنے میں غیر معمولی تعویق کا احتمال ہے۔ اس لئے بغرض توفیر جنگلات اس قانون میں مناسب ترمیم کی ضرورت ہے۔

ناظم صاحب نے اس یادداشت میں یہ بتلایا ہے کہ خانگی جنگلات (علاقہ غیر خالصہ) کی حالت دن بدن ابتر ہوتی جارہی ہے۔ بجز چند بڑی جاگیرات اور صرفخاص کے دوسرے غیر خالصہ علاقوں کے جنگلات ناپید ہوتے جارہے ہیں۔ غیر خالصہ علاقہ جات ممالک محروسہ میں اس قدر پراگندہ اور منتشر ہیں کہ کوئی وسیع رقبہ مستقل محفوظہ قرار دیا جاسکتا ہے اور نہ ان کے معقول انتظامات عمل میں لائے جاسکتے ہیں۔ ان علاقہ جات کے جنگلات کے حصول سے متعلق ناظم صاحب نے جو تجویز پیش کی ہے اس میں یہ نہیں بتایا گیا کہ ان عملی دشواریوں پر کس طرح قابو پایا جائے گا۔

بن چرائی پر نگرانی اور شرح بن چرائی میں اضافہ سے متعلق ناظم صاحب کی تجویز بھی غور طلب ہے۔ چارہ کا معقول انتظام کئے بغیر شرح بن چرائی میں اضافہ رعایا کے لئے سختی کا باعث ہوگا۔ ناظم صاحب کی تجویز یہ بھی ہے کہ علاقہ مرہٹواڑی کے رقبہ جات گائران سررشتہ جنگلات کے حوالے کئے جائیں۔ ایک زرعی ملک میں گائران کے رقبے نہایت ضروری ہیں۔ حکومت کی پالیسی یہ رہی ہے کہ بلا ضرورت شدیدہ رقبہ گائران سے

...گرد...نی بھی خارج نہ کی جائے۔
ناظم صاحب کی دوسری تجاویز سے متعلق ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ یہ تجاویز اسقدر معمولی ہیں کہ ان کو آج سے بیس سال قبل ہی رو بہ عمل آ جانا چاہئے تھا۔ ان تجاویز میں کوئی جدت و ندرت نہیں ہے۔ ناظم صاحب کی یادداشت پر غائر نظر ڈالنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ محکمہ جنگلات کی آئندہ پالیسی برطانوی ہند کے انسپکٹر جنرل فارسٹ سر ہربرٹ ہووڈ کی تجاویز سے ماخوذ ہے۔ اگر ان تجاویز کو ابد جنگ تعلیم کی اسکیم سمجھا جا رہا ہے تو یہ اسکیم اسقدر سطحی ہے کہ وہ ماہرانہ نظر ثانی کی محتاج ہے۔ معلوم نہیں معتمدی محکمہ تعلیم ابد جنگ نے ان تجاویز کی جانچ پڑتال کی یا نہیں۔ کیا محکمہ مذکور نے ان تجاویز کو اپنی منصوبہ بندی میں شامل کر لیا ہے یا جنگلات سے متعلق کوئی دوسرا لائحہ عمل محکمہ تعلیم ابد جنگ میں زیر ترتیب ہو رہا ہے۔ ہم ان سوالات کے جواب کا انتظار کریں گے۔ اگر ناظم صاحب جنگلات کی یہ یادداشت معتمدی تعلیم ابد جنگ کے تبصرہ کے ساتھ شائع ہوتی تو زیادہ اچھا ہوتا۔

آنریبل مسٹر زاہد حسین

آنریبل مسٹر زاہد حسین کے خیر مقدم کا اخلاقی فرض ادا کرتے ہوئے موصوف کو حیدرآباد سے متعلق چند باتیں صاف صاف طور پر بتا دینا اہم سمجھتے ہیں۔ بے محل نہ ہوگا پہلی بات جس کا انہیں یقیناً علم ہو چکا ہے کہ حیدرآباد میں سامراجی اغراض اور ملکی اغراض کے مابین ایک مسلسل کشمکش تقریباً دو صدیوں سے چلی آ رہی ہے۔ چونکہ مملکت آصفیہ میں اب تاب مقاومت باقی نہیں نہیں رہی اس لئے یہ کشمکش اب کسقدر غیر دلچسپ غیر محسوس اور غیر مرئی ہو کر رہ گئی ہے۔ اہل حیدرآباد اس کے باوجود صدر المہام سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ اس خاموش کشمکش میں حیدرآباد کے مفادات کی خاطر بڑی سی بڑی قربانی کے لئے تیار ہو جائیں گے۔ اور کچھ نہ بھی تو کم از کم دنیا پر یہ حقیقت آشکار ہو جائے کہ اس علاقہ میں در پردہ حکومت کس کی ہے۔ ہز ایکسی لینسی مسٹر زاہد حسین کو ایسے مواقع کافی دستیاب ہوں گے کہ وہ اپنے ضمیر کو مطمئن کر سکیں کہ باوجود برطانوی ہند کا باشندہ ہونے اور برطانوی حکومت کے خطاب یافتہ ہونے کے جب انہوں نے اعلیحضرت خسرو دکن و برار کی ملازمت کا شرف حاصل کر لیا ہے تو ان کی وفاداری کے پہلے حقدار شاہ دکن ہی ہیں اور ان کی عزیز رعایا۔

دوسری بات جو انہیں معلوم ہونی چاہئے وہ یہ ہے کہ حیدرآباد میں حکام کی اکثریت اپنے شخصی مفادات کی خاطر چلنے والوں کی پالیسی کو بہت عزیز رکھتی ہے۔ رجعت پسندوں کی یہ جماعت ہر تحریک اور ہر نقل و حرکت یا کسی ایسی حرکت کو گوارا نہیں کر سکتی جو ان کے شخصی مفادات کو (جو زیادہ تر شخصی اور زیادہ سے زیادہ خاندانی ہوتے ہیں) ضرر پہنچائے۔ مولوی غلام محمد صاحب نے اسی قسم کی جرات رندانہ کی تھی اور انہیں بلا لحاظ فرقہ و ملت واقف کار پبلک کی اکثریت کی اخلاقی تائید بھی حاصل ہو چکی تھی لیکن مولوی غلام محمد صاحب میں ضبط و تحمل کا فقدان تھا جس کی وجہ سے وہ مقامی سازشوں کا شکار ہو گئے اور یہاں سے چلے جانے کو انہوں نے اپنی جیت تصور کیا حالانکہ یہ ان کے مخالفین کی جیت تھی۔ ہم نے سنا ہے کہ آنریبل مسٹر زاہد حسین "دھیرے دھیرے چلو" والے مقولہ پر عمل کرنے والے ہیں۔ اگر یہ صحیح ہے تو ہمیں افسوس ہے۔ ہم بھی دھیرے چلنے کے ایک حد تک قائل ہیں لیکن اس قدر دھیرے نہیں کہ جمود ہمیشہ جمود ہی رہے۔ ضرورت اس کی ہے کہ مولوی غلام محمد صاحب کے دماغ اور ان کے خیالات کا امتزاج مسٹر زاہد حسین کے ضبط و تحمل اور احتیاط سے ہو جائے۔ اگر مسٹر زاہد حسین یہ بات اپنے اندر پیدا کر سکیں تو وہ کامیاب صدر المہام ثابت ہو سکتے ہیں۔

تیسری بات جس سے آنریبل مسٹر زاہد حسین کو واقف ہونا چاہئے یہ ہے کہ حکومت سرمایہ داروں کے زیر اثر ہے۔ مگر حکومت کو کیوں برا کہا جائے جبکہ یہاں کے ایسے قائدین جو ناداروں اور محروموں کی جماعت کی قیادت اور نمائندگی کے دعویدار ہیں سرمایہ داروں کے اشاروں پر ناچتے ہیں۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کے مقابلہ کے لئے مولوی غلام محمد صاحب، مسٹر گرگسن، نواب فضل نواز جنگ بہادر وغیرہ نے جرات بلند کی تھی مگر افسوس ہے کہ مولوی غلام محمد صاحب اس مستحسن اقدام کو کامیابی کی منزلیں طے کرتے نہیں دیکھ سکے۔ جوں ہی مولوی غلام محمد صاحب رخصت ہوئے اور مسٹر گرگسن رخصت پر تشریف لے گئے خود غرض سرمایہ داروں نے چند خود غرض لیڈروں کی مدد سے اس مفید عوام تحریک کو ناکام کرنے کی کوشش شروع کر دی۔ مسٹر زاہد حسین ایسے نازک وقت پر تشریف لائے ہیں جبکہ غریب کاشتکاروں اور صارفین کے دشمن اپنی چارہ سازی کو مکمل کر چکے ہیں۔ اور اب یہ نعرے بلند ہونے والے ہیں کہ کمرشیل کارپوریشن اور دیگر فرسٹ محصول زائد شائع محکمہ رسد وغیرہ وغیرہ کو برخاست کر دیا جائے خانگی تجارت کا نام ہے کہ جو دراصل غریبوں کا خون چوسنے کے لئے ایک بظاہر معصوم نقاب ہے۔ ان چند شعبوں کو توڑنے کی کوشش کی جائے گی جو سرمایہ داروں کے جذبہ نفع اندوزی پر عائد کی گئی ہیں۔ [illegible]

راست محصول اندازی کے خلاف شور مچایا جائے گا اور یہ کہا جائے گا کہ خانگی کوششوں پر کوئی پابندی عائد نہ کی جائے۔ یہ بھی کہا جائے گا کہ صنعتی پبلک حکومت کے سرمایہ اور حکومت کی جانچ و تنقیح سے بے نیاز ہے یہ بھی کہا جائے گا کہ امداد باہمی کے وہ ادارے جو محض کاشتکاروں کی فلاح و بہبود کے لئے قائم کئے گئے ہیں برخاست کر دئے جائیں۔ ہم یہ معلوم کرنے کے لئے منتظر رہیں گے کہ ان نعروں کا آنریبل مسٹر زاہد حسین کی جانب سے کیا جواب دیا جاتا ہے۔ مرزا مقصود احمد خاں صاحب مولوی ابوالحسن سید علی صاحب اور یامین زبیری صاحب وغیرہ مسٹر زاہد حسین کو اپنا ہمنوا بنانے کی کوشش کریں گے۔ اور اسلام اور مسلمانوں کی دہائی دے کر کاشتکاروں اور صارفین کے گلوں پر چھری پھیرنا چاہیں گے۔ ہمیں امید ہے کہ مسٹر زاہد حسین ان لیڈروں کی بھبکیوں کو نظر انداز کر دیں گے۔ کسی اور موقع پر ہم مسٹر زاہد حسین کی خدمت میں چند اور گزارشات پیش کریں گے جن میں اہم ترین گزارش یہ ہوگی کہ وہ ایسی ہستیوں سے ہوشیار رہیں جو تقرب سلطانی سے اپنے اغراض کے لئے ناجائز تمتع کرتے ہیں۔

طیلسانین عثمانیہ کے نام معتمد صاحب نمائش کمیٹی کا مراسلہ

جناب من

ارشاد شاہانہ کی تعمیل میں نمائش مصنوعات مملکت آصفیہ کا انعقاد [illegible] سے عمل میں آ رہا ہے۔ مجلس نمائش کی جانب سے طے کیا گیا ہے کہ اس سال بھی نمائش میں انجمن طیلسانین عثمانیہ کی امداد سے عثمانین کے ذہنی علمی اور عملی کارناموں کو اجاگر کرنے کے لئے ایک ایوان قائم کیا جائے۔ عثمانین کی ہر قسم کی قابلیت کا چشم بد دور خود نمائش مصنوعات سے مظاہرہ ہے لیکن ان کی علمی کام اور قلم آرائی بھی کچھ کم اہمیت نہیں رکھتی۔ اس پر کوشش پیش نظر ہے کہ نمائش دیکھنے والے لاکھوں کو اس سرمایہ علم سے روشناس کیا جائے جو عثمانین کی ذہنی کد و کاوش کا نتیجہ ہے۔

گزشتہ نمائش کے موقع پر بھی ایک فہرست عثمانین کی تراجم و تالیفات شائع ہوئی تھی لیکن وہ زیادہ وسیع نہ تھی اور انہیں تصنیفات، تالیفات و تراجم پر مشتمل تھی۔ جو کتب خانہ انجمن طیلسانین عثمانیہ اور کتب خانہ مجلس نمائش مصنوعی کمیٹی میں موجود ہیں۔ آئندہ نمائش کے افتتاح کے موقع پر ایک مکمل کتابچہ کی ترتیب پیش نظر ہے۔ براہ کرم اس کے

بقیہ سلسلہ صفحہ (۴)

ہندوستان میں مابعد جنگ بیروزگاری کا خطرہ

انسدادی تدابیر کی سست رفتاری

جنگ کے اختتام کے ساتھ ہر ملک کو جس مشکل سے دوچار ہونا پڑتا ہے وہ یہ ہے کہ ملک کی معاشیات کو اساس جنگ سے اساس امن پر منتقل کیا جائے۔ اختتام جنگ کی مسرت کے ساتھ ساتھ بیروزگاری کا خطرہ بھی فضا پر چھایا ہوا ہے۔ امریکہ، برطانیہ اور روس میں معاشیات کو اساس امن پر لانے کا کام شروع ہو گیا ہے۔ برطانیہ میں لیبر جماعت نے تعمیر مکانات، فراہمی روزگار وغیرہ جیسی تنقیحات پر انتخابات میں کامیابی حاصل کی۔ امریکہ میں صنعتوں کو اساس امن پر لایا جا رہا ہے۔ امریکہ کے ارباب مقتدر کا خیال ہے کہ اگرچہ آئندہ ایک سال کے اندر (۷) لاکھ سپاہی فوج سے علیحدہ کئے جائیں گے لیکن بیروزگاری پر فوری قابو حاصل کر لیا جائے گا۔ صنعتی کارخانے شہریوں کی ضرورت کی اشیا تیار کر رہے ہیں۔ سوویٹ روس بھی ایک پنج سالہ لائحہ عمل تیار کر رہا ہے۔

لیکن جب ہم ہندوستان پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ حکومت ابھی حالت جمود میں ہے۔ اگرچہ ہندوستان میدان جنگ نہیں تھا لیکن ہندوستان کی معاشی حالت کافی متاثر ہوئی۔ افراط زر کے اثرات اب تک ملک میں پائے جاتے ہیں۔ ایک عرصہ سے ہم منصوبہ بندی اور معاشی ترقی کے تذکرے سن رہے ہیں اور حکومت ہند نے منصوبہ بندی کا ایک محکمہ بھی قائم کر دیا ہے لیکن بجز چند اعلانات کے یہ خبر نہیں کہ یہ محکمہ کیا کر رہا ہے۔ بعض اداروں نے غیر سرکاری طور پر چند منصوبے پیش کئے ہیں مگر ان کو روبہ عمل کون لائے گا؟

جہاں امریکہ، برطانیہ اور سوویٹ روس نے صورت حال کی نزاکت کو محسوس کر کے امن جیتنے کی کوشش شروع کر دی ہے ہندوستان ابھی اس جانب متوجہ نہیں ہے۔ شاید یہ سمجھا جا رہا ہے کہ حالات سے نپٹنے کے لئے کوئی لائحہ عمل تیار ہے اور نہ مستقبل کے لئے۔ ہندوستان کے مختلف صوبوں میں کوئی ربط و اتحاد نہیں پایا جاتا حالانکہ ملک جن مسائل سے دوچار ہے ان کی نوعیت ہر جگہ یکساں ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ملک کی معاشیات کو اساس جنگ سے اساس امن پر لانا ایک وقت طلب کام ہے۔ اس کے لئے پہلے ہی سے تیار رہنے کی ضرورت تھی شاید حکومت کو یہ توقع نہ تھی کہ جنگ اس قدر جلد اور اچانک ختم ہو جائے گی اور اسے ایسے نازک مسائل سے دوچار ہونا پڑے گا۔ اندیشہ ہے کہ حکومت کے منصوبے تیار ہونے تک کہیں حالات اور نازک نہ ہو جائیں۔

اس میں شک نہیں کہ جنگ ایک بڑی لعنت ہے مگر جب تک وہ جاری رہتی ہے، وہ ایک منحوس چکر پیدا کر دیتی ہے۔ جنگ سے چند افراد فائدہ اٹھاتے ہیں اور ملک کی اکثریت مصائب کا شکار ہو جاتی ہے۔ جنگ سے روزگار کافی طور پر فراہم ہو جاتا ہے اور بعض صنعتیں ترقی کر جاتی ہیں۔ ایک طرف اشیاء کی قلت پیدا ہوتی ہے اور دوسری طرف بڑے پیمانہ پر روزگار پیدا ہو جاتا ہے۔ لیکن جب جنگ ختم ہو جاتی ہے حالات بدل جاتے ہیں اور بیروزگاری کا خطرہ نمودار ہوتا ہے۔ ہندوستان کے باشندے بھی اختتام جنگ کے بعد ایک نئی پریشانی سے دوچار ہیں۔ افراط زر کے اثرات کو زائل ہونے کے لئے کچھ عرصہ درکار ہے۔ نہیں کہا جا سکتا کہ معمولی حالات کب عود کر آئیں گے۔ بہت سے لوگ جنہیں دوران جنگ میں روزگار مل گیا تھا وہ پھر بیروزگاری کا شکار ہو رہے ہیں۔ یہ لوگ گرانی الاؤنس اور بونس کی وجہ سے دوران جنگ میں معاشی مشکلات کا مقابلہ کرتے رہے۔ لیکن اب جبکہ جنگ ختم ہو چکی ہے آجرین الاؤنس وغیرہ دینا بند کر دیں گے جیسا کہ یورپ کی جنگ ختم ہوتے ہی احمد آباد کی گرنیوں کے مالکوں نے کیا تھا۔ سارے ملک میں بہت سے خاندان اس نازک مسئلہ سے دوچار ہیں اور حکومت سے آس لگائے بیٹھے ہیں کہ فوراً کوئی اقدام کیا جائے گا۔ لیکن خبر نہیں کہ حکومت کیا انسدادی تدابیر اختیار کرنے والی ہے۔ حکومت نے ——— جس نے مزدوروں کی ایک بڑی تعداد کو مامور کیا تھا ——— کوئی مثال [illegible] قائم نہیں کی۔ اندیشہ ہے کہ خانگی آجرین گرانی الاؤنس بند کرنے بلکہ اجرتوں کو گھٹانے میں دریغ نہیں کریں گے۔

ایسے اور بھی مسائل ہیں جن سے ملک دوچار ہے۔ اجناس خوردنی کی بابت ہندوستان خود مکتفی نہیں۔ اجناس خوردنی کی قیمتیں ابھی تک بڑھی ہوئی ہیں۔ جب تک آمدنی کی تخفیف کے ساتھ ساتھ اجناس خوردنی اور دیگر اشیاء کے نرخ

کی تحقیقات میں لگی نہ ہو عوام الناس کی پریشانیوں میں کوئی کمی نہ ہوگی۔ اس کے علاوہ مشنری کا بھی مسئلہ ہے۔ اس واقعہ کے باوجود کہ ہندوستان جو ایک مقروض ملک تھا قرض خواہ ملک بن گیا ہے برطانیہ اس ملک کی مارکیٹوں کو چھوڑنا نہیں چاہتا۔ اس کا ثبوت اس بات سے ملتا ہے کہ ہندوستان کو مشنری دینے میں برطانیہ پس و پیش کر رہا ہے۔ ہندی کارخانہ داروں کا جو وفد انگلستان اور امریکہ گیا تھا اپنے مقصد میں ناکام رہا۔ اور وہ خالی ہاتھ واپس آ رہا ہے۔ ضرورت ہے کہ مشنری کی تیاری کی حد تک ہندوستان کو خود مکتفی بنایا جائے۔ موجودہ جنگ نے یہ واضح کر دیا ہے کہ ہر چیز کے لئے دوسرے ممالک پر انحصار کرنا کس قدر تکلیف دہ ہے۔ لیکن جب تک حکومت ملکی صنعتوں کی حوصلہ افزائی کرتی رہے گی ہندوستان کے ان مسائل کا کوئی حل ممکن نہیں جو اختتام جنگ سے پیدا ہو رہے ہیں۔ ہندوستان کے عوام کے معیار زندگی کو بلند کرنے کا خواب ایک سہانا خواب ہو کر رہ جائے گا۔ جنگ کی وجہ سے ہمیں یہ موقع ملا ہے کہ اپنی صنعتوں کو ترقی دیں اور ان کی حفاظت کریں لیکن یہ ایک افسوسناک واقعہ ہے کہ کارخانہ دار اپنی حرص کی وجہ سے اور حکومت اپنی تنگ نظری سے یہ موقع کھو رہے ہیں۔

اب جبکہ جنگ ختم ہو گئی ہے بیس لاکھ سے زیادہ نوجوان جنہوں نے مختلف محاذوں پر کام کیا ہے فوج سے علیحدہ کر دئے جائیں گے اور وہ اپنے دیہاتوں کو واپس آئیں گے۔ انہوں نے فوج میں نوکری کسی بڑے نصب العین کے لئے نہیں بلکہ روزگار کے لئے اختیار کی تھی۔ جو سہولتیں دوران جنگ میں ان کے لئے مہیا کی گئیں ان سے وہ نسلاً بعد نسل محروم رہے۔ ان سپاہیوں کا معیار زندگی کافی بلند ہو چکا ہے۔ سوال یہ ہے کہ فوج سے علیحدہ ہونے کے بعد یہ کیا کریں گے! حکومت نے ان کے لئے روزگار فراہم کرنے کے لئے کیا لائحہ عمل مرتب کیا ہے! اس کا ایک حل یہ ہو سکتا ہے کہ ہماری فوج کو پوری طرح ہندوستانی بنایا جائے۔ کمانڈر ان چیف نے ایک سے زیادہ مرتبہ اس کا وعدہ بھی کیا ہے۔ مگر یہ وعدہ کب پورا ہوگا؟ ایک تجویز یہ ہے کہ جنگ سے واپس شدہ سپاہیوں کو زراعت کے کام پر لگایا جائے مگر زمین پر پہلے ہی سے کافی بار پڑ رہا ہے۔ ضرورت ہے کہ گھریلو صنعتوں کا احیا کیا جائے اور سپاہیوں کو اس کام میں مصروف کیا جائے۔

اجناس خوردنی پر سے کنٹرول اٹھانا ابھی قبل از وقت ہے

رکن اغذیہ حکومت ہند کی تقریر

سرجوالا پرشاد سریواستو رکن اغذیہ حکومت ہند نے مرکزی مشاورتی کمیٹی اغذیہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ سنہ ۱۹۴۶ء میں ہندوستان کی غذائی صورت حال کو سنبھالنے کے لئے ہمیں اچھی طرح چوکس رہنا پڑے گا۔ میرے خیال میں اجناس خوردنی کی فراہمی، تقسیم، حمل و نقل، اور قیمتوں پر جو کنٹرول قائم ہے اگر وہ اٹھا لیا جائے تو صورت حال ابتر ہو جائے گی۔

سرجوالا پرشاد نے کہا کہ اجناس خوردنی کی پالیسی کمیٹی کی طرح وہ ایک اور کمیٹی تشکیل دینا چاہتے ہیں جو صوبوں، ریاستوں، کاشتکاروں، ملازمین اور تاجروں کے نمائندوں پر مشتمل ہوگی۔ یہ کمیٹی کنٹرول کے مسئلہ پر غور کرے گی اور وہ ایک پروگرام مرتب کرے گی جس کی بناء پر حکومت ما بعد جنگ دور کی پالیسی مدون کر سکے گی۔

رکن اغذیہ نے اس امر کی جانب اشارہ کیا کہ پبلک اجناس خوردنی کے کنٹرول کو برخاست کرنے سے متعلق قیاس آرائیاں کر رہی ہے اور یہ کہا کہ کنٹرول کو برخاست کرنے سے ملک کا غذائی نظم و نسق درہم برہم ہو جائے گا۔ ضرورت ہے کہ ان حالات کے لئے ہے کہ کن کی پیش بینی کی جا سکتی ہو حکومت ہند ایک ایک طویل المیعاد پالیسی تشکیل دے۔ مثال کے طور پر یہ کہ پالیسی سنہ ۱۹۴۶ء کے اختتام تک کارفرما ہے۔ حکومت کو چاہئے کہ ایسی پالیسی کا واضح الفاظ میں اعلان کر دے۔

سرجوالا پرشاد نے ارکان کمیٹی سے حسب ذیل امور کی نسبت رائے طلب کی۔ کیا ہم یہ پیش قیاسی کر سکتے ہیں کہ مستقبل قریب میں ملک کے حالات ایسے ہو جائیں گے کہ موجودہ کنٹرول کے اہم اجزاء کو جاری رکھنا غیر ضروری ہو جائے گا۔ وہ اہم عناصر جن کی وجہ سے سنہ ۱۹۴۳ء میں غذائی نظم و نسق ابتر ہو گیا تھا ان میں سے ایک تو برما سے چاول کی درآمد کی موقوفی اور دوسرے سمندر سے گیہوں کی درآمد میں دشواریاں تھیں۔ اس کے علاوہ اجناس خوردنی کی منصفانہ تقسیم کا فقدان اور ذرائع حمل و نقل کی قلت تھی۔ غذائی صورت حال پر اس وقت جو قابو حاصل کیا گیا ہے وہ مرکزی حکومت اور صوبائی حکومتوں کی مسلسل کوششوں کا نتیجہ ہے۔ مستقبل قریب میں جو حالات پیدا ہونے والے ہیں ان کے مدنظر مرکزی حکومت کا صوبوں اور ریاستوں کے تعاون سے ایک متعلقہ لائحہ عمل مرتب کئے بغیر کنٹرول برخاست کرنا انتشار اور ابتری کو دعوت دینا ہے۔ میرے خیال میں اغذیہ کے بنیادی لائحہ عمل اور متعلقہ نگرانیوں کو بغیر کسی اہم تبدیلی کے سنہ ۱۹۴۶ء کے اختتام تک جاری رکھنا پڑے گا۔ سنہ ۱۹۴۶ء میں دنیا کی غذائی صورت حال سنہ ۱۹۴۵ء سے بہتر نہ ہوگی۔ یورپ کے تباہ شدہ ممالک کو باہر سے اجناس خوردنی فراہم کرنا پڑے گا۔

اس کا امکان ہے کہ برما اور مشرق بعید کے دوسرے ممالک جیسے سیام وغیرہ سے چاول حاصل ہو سکے گا مگر ہماری موجودہ اطلاع کے مطابق جو مقدار دی جائے گی وہ ما قبل جنگ مقدار کے مقابلہ میں بہت کم ہوگی۔ دوسرے ممالک جو جنگ کی وجہ سے تباہ ہو چکے ہیں قابل حصول چاول پر ان کا مطالبہ بہت شدید ہوگا۔ اس ضمن میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ برما کے چاول سے متعلق ہندوستان کے مطالبہ کو پوری قوت کے ساتھ پیش کیا جائے گا۔ برما کا چاول جس قدر زیادہ مقدار میں ممکن ہو حاصل کرنے کے لئے میں انتہائی کوشش کروں گا۔ لیکن اس کا فیصلہ حکومت ہند کے ہاتھ میں نہیں ہے۔

آپ اس امر سے بھی واقف ہوں گے کہ اس سال ہندوستان کے شمال مشرقی حصہ خصوصاً مغربی بنگال، شمالی بہار اور اڑیسہ کے بعض اضلاع میں بارش تشفی بخش نہیں رہی۔ ان علاقوں میں چاول کی پیداوار اوسط سے کم رہے گی۔ ان حالات کے مدنظر سنہ ۱۹۴۶ء میں ہندوستان کی غذائی صورت حال کو سنبھالنے کے لئے ہمیں پوری طرح چوکس رہنا پڑے گا۔ میرے خیال میں اجناس خوردنی کی فراہمی، تقسیم، حمل و نقل اور قیمتوں پر جو کنٹرول قائم ہے اگر اس کو اٹھا لیا جائے اور راشن بندی برخاست کر دی جائے تو صورت حال ابتر ہو جائے گی۔

سرجوالا پرشاد نے مزید کہا کہ قحط کمیشن نے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ محکمہ اغذیہ کو چاہئے کہ عبوری دور کی پہلی منزل میں ان ساری نگرانیوں کو برقرار رکھے جو اس وقت نافذ ہیں۔ یہ عبوری دور اس وقت سے شروع ہوگا جبکہ برما سے قابل لحاظ مقدار میں چاول درآمد ہوگا۔ بہرحال ہمارا یہ منشا نہیں ہے کہ اس خصوص میں کوئی جامد پالیسی اختیار کریں۔ میں واقف ہوں کہ پبلک کے مختلف طبقے یہ چاہتے ہیں کہ یہ نگرانیاں برخاست کر دی جائیں۔ لیکن نگرانیوں کو اس قدر آسانی سے برخاست نہیں کر دیا جا سکتا۔ نگرانیوں کو برخاست کرنے سے متعلق بھی ایک منظم اور مربوط پالیسی مرتب کرنی ہوگی اور اس امر کو ہر نوبت پر پیش نظر رکھنا ہوگا کہ کہیں وہ انتشار انگیز حالات اور وہ ابتری پھر نہ پیدا ہو جائے جو سنہ ۱۹۴۳ء میں پیدا ہوئی تھی۔ ضرورت ہے کہ مرکزی حکومت کی اس پالیسی سے صوبہ داری حکومتوں کو آگاہ کر دیا جائے۔ اس سلسلے میں اجناس خوردنی کی پالیسی کی کمیٹی کی طرح ایک اور کمیٹی تشکیل دینا چاہتا ہوں جو صوبوں، ریاستوں، کاشتکاروں، ملازمین اور تاجروں کے نمائندوں پر مشتمل ہوگی۔ یہ کمیٹی کنٹرول کے مسئلہ پر غور کرے گی اور ایک ایسا پروگرام مرتب کرے گی جس کی بناء پر حکومت ما بعد جنگ دور کی پالیسی مدون کر سکے گی۔

ہماری طویل المیعاد پالیسی کا مقصد یہ ہے کہ اجناس خوردنی کی پیداوار اور تقسیم ملک کی آئندہ ضرورت کے مطابق ہو اور عوام کے تمام طبقات کو پوری اور متوازن غذا مل سکے۔

اغذیہ کی منصوبہ بندی کا ایک پہلو ایسا ہے جو اس نوبت پر ہماری توجہ کا مستحق ہے یعنی اغذیہ سے متعلق صنعتوں کی منصوبہ بندی اور ترقی۔ جو سوالات اب پیدا ہوتے ہیں کہ دوران جنگ میں اغذیہ کی جو صنعتیں وجود میں آئی ہیں ان میں سے کتنی صنعتیں ما بعد جنگ دور میں برقرار رکھی جا سکتی ہیں اور کن نئی صنعتوں کی حوصلہ افزائی ضروری ہے۔ کن صنعتوں کی ذمہ داری حکومت ہند کو لینی چاہئے اور کن صنعتوں کی صوبہ داری حکومتوں کو۔ ان سوالات پر محکمہ اغذیہ کی رائے اس یادداشت میں درج ہے۔ جو آپ کے ہاں میں گشت کرائی گئی ہے۔ اس موضوع پر میں آپ کی تنقید اور تجاویز کا خیر مقدم کروں گا۔ تاکہ ہم ایک ایسی پالیسی مدون کر سکیں جو ملک کے بہترین مفاد میں۔

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

بلا تنقید

چند ہفتے قبل کانگریسی نمائندے یہ کہہ رہے تھے کہ شملہ کانفرنس میں لارڈ ویول نے کمزوری دکھائی کیونکہ انہیں مسٹر جناح اور مسلم لیگ کے مطالبہ کو نظر انداز کرنے کی ہمت نہ ہوئی اور کانفرنس کی ناکامی کی وجہ مسٹر جناح کی ضد تھی۔ اب سردار ولبھ بھائی پٹیل اس مسئلہ پر نئی روشنی ڈال رہے ہیں۔ انھوں نے بیان کیا کہ مسلم لیگ میں پھوٹ ڈالنے اور کانگریس و لیگ کی مفاہمت کو روکنے کے لئے لارڈ ویول نے یونینسٹ پارٹی کے نمائندہ کو کونسل میں شریک کرنا چاہا! شملہ کانفرنس کے چند روز بعد بھی کانگریسی لیڈر یہ کہہ رہے تھے کہ کانگریس اور یونینسٹ پارٹی میں اتحاد ہو سکتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا کانگریس کے یہ لیڈر بھی حکومت برطانیہ کے آلۂ کار تھے؟ (ٹائمز آف انڈیا)

ہفتہ گذشتہ کی اہم خبر یہ ہے کہ معاصر "پیام" نے مولانا رشید ترابی کا وہ بیان شائع نہیں کیا جو اندرزوں کے خلاف جاری کیا گیا تھا۔

دستوری اصلاحات کی مفاداتی بنیاد پر اعتراض کرتے ہوئے معاصر "ریت" لکھتا ہے کہ "جب انسان پیدا ہوتا ہے اس وقت وہ نہ تو حجام ہوتا ہے اور نہ دھوبی نہ زمیندار اور نہ کاشتکار نہ سرمایہ دار اور نہ مزدور۔ یہ سب بعد کے اختیار کئے ہوئے پیشے ہیں۔"

تازہ ترین نظریہ یہ ہے کہ جب انسان پیدا ہوتا ہے اس وقت وہ ایک سیاسی حیوان ہوتا ہے اور پیدا ہوتے ہی ذمہ دارانہ حکومت کے لئے رونا شروع کر دیتا ہے۔

حکومت کشمیر کے بیجا اور غیر منصفانہ طریقۂ عمل کا احساس قائد اعظم کو ہوا ہے اس میں یہ بھی داخل ہے کہ کشمیر میں فکر و اظہار خیال کی آزادی نہیں ہے۔ اس نقطۂ نظر سے غور کیا جائے تو ہندوستان کے قریب قریب جملہ دیسی ریاستوں کی رعایا کو اس امر کی شکایت ہے کہ وہاں فطری حقوق مثل آزادی تقریر، آزادی مطابع وغیرہ جس سے مہذب ممالک کا ہر شہری مستفید ہو رہا ہے حاصل نہیں ہیں۔ اگر ہمارا حافظہ ہماری غلط رہنمائی نہیں کر رہا ہے تو بعض مواقع پر ممدوح (مسٹر جناح) کو اس کا ذاتی طور پر بھی تجربہ ہوا ہے مگر اس کی کبھی شکایت لیگ کی جانب سے نہیں ہوئی۔ (شیرکشمیر)

ان جملوں کی بلاغت واقعی قابل داد ہے۔ اس اداریہ کو پڑھ کر ہمیں ایک دلچسپ کہاوت یاد آگئی "بیٹی پر ڈال کر بہو کو سنانا"۔ بہرحال ہم اپنے معاصر کی اس خصوصیت کی بھرپور داد دیتے ہیں۔
ع:- چھپا جاتا ہے اپنے دل کا مطلب استعارہ میں

بازخوں کو سوال تو میں یہ یاد دلانا چاہتا ہوں کہ قاضی عبدالغفار صاحب مدیر "پیام" کے ایک استفسار کے جواب میں مجلس اتحادیہ کے گزشتہ اجلاس میں مسٹر ... نے تفصیلی روشنی ڈالی اور بتلایا کہ کارپوریشن کے موجودہ نرخ ان نرخوں سے کم ہیں جو خود تاجروں کے بیان کے مطابق تاجر طبقہ عائد کرتا۔ (مولانا رشید ترابی)

شاید مولانا رشید ترابی کو یہ اطلاع نہیں کہ یہ استفسار مرزا مقصود احمد خان صاحب نے قاضی صاحب کی زبان سے کیا تھا۔

آریہ پرتی ندھی سبھا کی جانب سے حکومت سرکار عالی سے خواہش کی گئی ہے کہ وہ دسہرہ کی تقاریب میں ہتھیار ساتھ رکھنے کی ممانعت برخاست کر دے کیونکہ اب جنگ ختم ہو چکی ہے۔ (ایک خبر)

جب جنگ ختم ہو چکی ہے تو پھر تیاری کی کیا ضرورت ہے!

خاکسار تحریک کے قائد علامہ مشرقی بھی انتخابات لڑیں گے۔ (اخبار کی سرخی)

اچھا تو انتخابات لڑنے کے لئے بیلچہ تیار کیا گیا تھا!

دہلی کی مرکزی مشاورتی مجلس انڈیا نے مولوی اکبر علی خاں صاحب بیرسٹر کی یہ قرارداد منظور کرلی کہ غلہ کی نکاسی انجمن ہائے امداد باہمی کے ذریعہ عمل میں لائی جائے۔ (ایک خبر)

ضرورت ہے کہ دہلی کی مرکزی مشاورتی مجلس انڈیا کے خلاف ایک زبردست احتجاجی مہم شروع کی جائے۔ اس مہم کو کامیاب بنانے کے لئے ہم یہ مشورہ دیں گے کہ سیڈس اینڈ گرین مرچنٹس اسوسی ایشن خود پیچھے رہ کر مسلم مرچنٹس اسوسی ایشن کے ذریعہ باہمی امداد کے اصول پر سرمایہ داروں کی ایک انجمن تشکیل دے۔ انجمن کی ترجمانی کے لئے "پیام" کے کالم اور انجمن کی وکالت کے لئے مولوی ابوالحسن سید علی صاحب ایڈوکیٹ کی خدمات حاصل کی جا سکتی ہیں۔ اور اگر مولوی مقصود احمد خان صاحب کو اس انجمن کا چیف آرگنائزر بنا دیا گیا تو تحریک امداد باہمی کی ناکامی سو فیصدی یقینی ہے۔

کانگریسی لیڈر کمیونسٹ پارٹی پر غداری کا الزام لگا رہے ہیں اور کہا جا رہا ہے کہ جب ۱۹۴۲ء میں کانگریس نے ہندوستان چھوڑ دو کی تحریک جاری کی تو کمیونسٹ پارٹی نے اس سے علحدہ رہنے کا فیصلہ کیا۔ (ایک معاصر)

مگر سوال یہ ہے کہ کانگریس نے اگسٹ ۱۹۴۲ء میں کونسی تحریک جاری کی تھی! گاندھی جی اور مولانا آزاد تو وائسرائے کو یہی یقین دلا رہے ہیں کہ کانگریس نے کوئی تحریک جاری نہیں کی۔

گزشتہ تین سال کی تحریک دراصل ایک انقلاب تھی۔ (پنڈت جواہر لال نہرو)

یہ عجیب انقلاب ہے کہ انگریز ہندوستان میں اب تک جمے ہوئے ہیں! مگر چونکہ پنڈت نہرو اس کو انقلاب کہتے ہیں اس لئے ہم بھی ترقی پسند کہلانے کی خاطر اسے انقلاب مان لیتے ہیں۔

لارڈ ویول کے دورے سفر سے متعلق لندن سے یہ اطلاع ملی ہے کہ وہ ایک طویل المیعاد تعمیری اسکیم اپنے ساتھ لا رہے ہیں۔ (ایک خبر)

تو اس کے یہ معنی ہیں کہ برطانیہ مستقبل قریب میں ہندوستان چھوڑ دو کے پروگرام پر عمل کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا۔

مراسلات

اگر حیدرآباد پسند نہیں تو چھوڑ کیوں نہیں دیتے؟

جناب ایڈیٹر صاحب "حکمت"

میں اس اصول کو مانتا ہوں کہ اخبار کے کالموں میں ذاتیات سے بحث نہ ہونی چاہئے لیکن اگر کسی ایسے شخص کی ذات جو پبلک یا سرکار کی زندگی میں اعلیٰ مقام رکھتا ہو عوام کی تکلیف یا نقصان کا باعث ہوتی ہے تو پبلک طور پر ایسی بحث سے گریز کرنا بھی غلطی ہے۔ میں نے معتبر ذرائع سے سنا ہے کہ مولوی عبدالواحد صاحب ناظم جنگلات حیدرآبادیوں کا تذکرہ اکثر و بیشتر حقارت آمیز الفاظ میں کیا کرتے ہیں۔ یہ بھی سنا گیا ہے کہ آپ اس کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ پیشہ سررشتہ کے ملکی نژاد عہدہ داروں کو نااہل ثابت کریں تاکہ آپ کی مدت ملازمت میں مزید توسیع میں کوئی شک و شبہ باقی نہ رہے۔ یہ بھی سنا گیا ہے کہ سررشتہ کے ملازمین کے ساتھ آپ کا سلوک اچھا نہیں۔ حال ہی میں نائب نظامت کا ایک جدید عہدہ بنایا گیا تو اس کے لئے آپ نے باہر سے کسی وظیفہ یاب افسر جنگلات کو موعو کیا اور اس کا تقرر کرنا چاہا لیکن حسن اتفاق سے ان صاحب کو ان کے وطن ہی میں کوئی خدمت مل گئی اس لئے انہوں نے حیدرآباد آنا غیر ضروری سمجھا۔ یوروپی ممالک کے سلسلہ میں آپ نے برطانوی ہند کے کسی نوجوان کو بھیجا تو آپ کے رشتہ دار ہیں یا عنقریب رشتہ دار بننے والے ہیں۔ جنگلات کی تعلیم کے لئے ملک کی جانب سے وظیفہ دلوایا اور مقامی قابل و مستحق نوجوان منہ تکتے رہ گئے۔ مولوی عبدالواحد صاحب کی آمد سے جو توقعات قائم کی گئی تھیں ان میں سے ایک بھی پوری نہیں ہوئی۔ آپ کا زیادہ وقت اسکیم بنانے اور اعلیٰ حکام میں رسوخ حاصل کرنے میں بسر ہوتا ہے۔ آپ سررشتہ کے مسائل سے ہٹ کر دیگر مشاغل میں بہت دلچسپی لیتے ہیں تاکہ عوام میں مقبولیت حاصل ہو۔

اب غور طلب سوال یہ ہے کہ کیا ایسے عہدہ دار کو توسیع ملنی چاہئے؟ سنا ہے کہ مولوی عبدالواحد صاحب نے زیردست عہدہ داروں کو یہ باور کرایا کہ حیدرآباد میں کوئی فنی یا غیر فنی عہدہ دار ایسا نہیں ہے جو آپ کی جگہ لے سکے۔ بہرکیف مولوی عبدالواحد صاحب کے غلط پروپگنڈے اور خودستائی کا نتیجہ ہے کہ آپ کی توسیع کی تحریک کی گئی یا کی جانے والی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ مولوی عبدالواحد صاحب کو حیدرآباد جیسے غلط مقام میں رہ کر خدمت انجام دینے کی زحمت سے سبکدوش کر دیا جائے تو ان کے لئے اور سررشتہ کے لئے بہتر ہوگا۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ کے اخبار کے ذریعہ مسٹر سیاونج اور مسٹر گرگسن کی خدمت میں یہ عرض کردوں کہ وہ براہ کرم مولوی عبدالواحد صاحب سے متعلق اپنی رائے پر عمیق نظر ثانی فرمائیں۔ میں اس مسئلہ میں اور بہت کچھ لکھ سکتا ہوں لیکن اس فرض کے ڈر سے کہ ایک اعلیٰ افسر سررشتہ کی ذات پر حملے کئے جا رہے ہیں مزید خامہ فرسائی سے احتراز کرتا ہوں۔ اگر خدانخواستہ ضرورت ہو تو یہ ناگوار خدمت انجام دینے کے لئے بھی تیار رہوں گا۔ فقط

(سررشتہ جنگلات کا ایک بہی خواہ)

ہفتہ دودھ

حیدرآباد۔ ۲ آذر آبان۔ اس امر کا انکشاف کیا گیا حضرت شہزادی نیلوفر فرحت بیگم صاحبہ نے بلدہ میں دودھ کے ڈپو قائم کرنے کے لئے دس ہزار کا گرانقدر عطیہ مرحمت فرمایا۔ خواتین کی دودھ کمیٹی کی معتمد کی سالانہ رپورٹ سے ہوا جس کو اس وقت پڑھ کر سنایا گیا جبکہ کل شام کے پانچ بجے حضرت شہزادی نیلوفر فرحت بیگم صاحبہ نے ٹاؤن ہال باغ عامہ میں دودھ کے ہفتہ کا افتتاح فرمایا۔

مسز پریم لتا گپتا کی خیر مقدمی تقریر کے بعد شہزادی نیلوفر فرحت بیگم صاحبہ نے تغذیہ اور دودھ دینے والے جانوروں کی نمائش کا افتتاح فرمایا۔ اس کے بعد شہزادی نے ان گویوں کو انعامات عطا فرمائے جن کے موسیقی نمائش میں بہترین قرار دئے گئے تھے۔

تقسیم انعامات کے بعد ڈاکٹر فاروقی نے انگریزی میں تغذیہ کی اہمیت پر تقریر کی۔ اس کے بعد ڈاکٹر مقبول علی نے اس موضوع پر اردو میں تقریر کرتے ہوئے ان تدابیر اور فوائد کا ذکر کیا جو دوسرے ممالک مثلاً یوروپ، امریکہ اور روس میں ماؤں کو بچوں کے لئے دودھ کی تقسیم اور فراہمی کے سلسلہ میں اختیار کی جاتی ہیں۔

تقریر ختم کرتے ہوئے ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ یہ کام خانگی اداروں کے بجائے خود حکومت کو اپنے ہاتھ میں لینا چاہئے تاکہ وہ اعلیٰ پیمانہ پر منظم طریقہ سے انجام پائے اور یہ مسئلہ پوری طرح حل ہو جائے۔

اس کے بعد مولوی سید عارف الدین صاحب سابق چیف انجینئر نے تغذیہ کی اہمیت اور دودھ کی مناسب تقسیم و فراہمی پر تقریر کی۔

معتمد دودھ کمیٹی کی سالانہ رپورٹ کی خواندگی کے بعد مس یشودھرا بائی نمائندہ جہیلا نوجوان منڈل نے کمیٹی کے کام پر تبصرہ کرتے ہوئے تقریر کی۔ بعد بیگم صغرا ہمایوں مرزا صاحبہ نے تقریر کی جس میں انہوں نے حکومت کو توجہ دلائی کہ بچوں کو دودھ کی فراہمی کے لئے ایک ڈیری فارم قائم کیا جائے۔

دودھ کے ہفتہ کے سلسلہ میں چند ٹیبلو بھی ترتیب دئے گئے تھے جن میں ایک طرف پریشان ماؤں کو نحیف و کمزور بچوں کے ساتھ دکھایا گیا تھا۔ یہ بچے دودھ کے لئے بلک رہے تھے اور ان کی نشو و نما دودھ نہ ملنے سے ناقص ہو گئی تھی۔ دوسری طرف تندرست بچوں کو اپنی ماؤں کی گود میں خوشی سے اچھلتا ہوا دکھایا گیا تھا۔ یہ بچے دودھ کے ڈپو سے دودھ حاصل کر رہے تھے اور ان کی پوری طرح نشو و نما ہو رہی تھی۔

اس کے علاوہ ٹیبلو کمیٹی کی جانب سے ایک کمسن لڑکی کا رقص بھی دکھایا گیا جس کو حاضرین نے پسند کیا۔

مسز پریم لتا گپتا نائب صدر دودھ کمیٹی کے شکریہ پر یہ تقریب کامیابی کے ساتھ اختتام کو پہنچی۔

اس موقع پر شہزادی نیلوفر فرحت بیگم صاحبہ کے علاوہ آنریبل نواب دیوان بہادر آرمودو آینگار، حکمرانان بلدیہ کے عہدہ دار اور ممتاز اصحاب و خواتین کی کثیر تعداد موجود تھی۔

جلسہ کے آغاز میں صاحبزادی نفیس النساء بیگم صاحبہ اور بیگم صاحبہ رفعت الدولہ کے پیامات پڑھ کر سنائے گئے۔ جن میں دودھ کے ہفتہ کی کامیابی کے لئے نیک تمناؤں کا اظہار کیا گیا تھا اور خواہش ظاہر کی گئی تھی کہ نہ صرف عوام اس تحریک میں گہری دلچسپی لے کر اس کو ہر طرح کامیاب بنائیں بلکہ حکومت بھی اس مقصد کی تکمیل کے لئے معقول امداد دے کر دودھ کمیٹی اپنی شاخیں اضلاع میں بھی قائم کر سکے۔

جوہری بم کے استعمال کے خلاف احتجاجی یادداشت

برادرہ برلی ڈویون ستان میں کیمبرج ان کلیسا، مصنفین، موسیقار اور معلمین شامل ہیں جاپان پر جوہری بم کے حملہ کے خلاف اپنے دستخطوں سے ایک احتجاجی یادداشت گشت کرائی۔ اس یادداشت میں واضح کیا گیا ہے کہ جوہری بم کا استعمال انسانی زندگی کے تقدس اور احترام کے اصول کی کھلی ہوئی خلاف ورزی ہے جس پر نہ صرف عیسائی تہذیب بلکہ انسانی جمہوریت کی بھی بنیاد ہے۔

دستخط کنندگان میں وزیر ہند کی بیگم لیڈی پیتھک لارنس بھی شامل ہیں۔

(اے پ)

مجلس بلدیہ حیدرآباد

حق رائے دہی کے احکام عام

حیدرآباد ۸۔ آبان۔ مجلس بلدیہ کے لئے حق رائے دہی سے متعلق محکمہ اطلاعات سے حسب ذیل اطلاعیہ جاری ہوا ہے۔

(۱) مجلس بلدیہ حیدرآباد کے ہر حلقہ انتخاب (Constituency) کی ہر انتخابی اکائی (Electoral unit) کے لئے ایک انتخابی فہرست (Roll) ہوگی اور بجز اس کے کہ انتخابات سے متعلق قواعد میں صراحت کے ساتھ محکوم ہو کوئی شخص جس کا نام کسی عدد حلقہ کی انتخابی اکائی کی انتخابی فہرست میں شریک نہ ہو اس انتخابی اکائی میں رائے دینے کا مستحق نہ ہوگا۔ اور ہر ایسا شخص جس کا نام کسی حلقہ کی انتخابی اکائی کی انتخابی فہرست میں شریک ہو وہ اس انتخابی اکائی میں رائے دینے کا مستحق ہوگا۔

(۲) کسی حلقہ کی انتخابی اکائی کی انتخابی فہرست میں کسی شخص کا نام شریک نہیں کیا جائے گا تاوقتیکہ۔

(الف) اس کی عمر ۲۱ سال کی نہ ہو۔ اور

(ب) کسی نافذ الوقت قانون یا اس کے تحت کے قواعد کی رو سے وہ مخل نہ ہو۔

(۳) کسی حلقہ کی انتخابی اکائی کی انتخابی فہرست میں کسی ایسے شخص کا نام نہ تو شریک کیا جائے گا اور نہ ایسا کوئی شخص اس انتخابی اکائی کے انتخاب میں رائے دے گا جسے کسی عدالت مجاز نے فاتر العقل قرار دیا ہو۔

(۴) کسی حلقہ کی انتخابی [illegible] کی انتخابی فہرست میں کسی ایسے شخص کا نام نہ تو شریک کیا جائے گا اور نہ ایسا کوئی شخص انتخابی اکائی کے انتخاب میں رائے دے گا جسے قانون بلدیہ حیدرآباد کے تحت وضع کئے ہوئے قواعد یا کسی نافذ الوقت قانون یا اس کے تحت قواعد کے احکام کی رو سے جو انتخابات کے بارے میں [illegible] اعمال اور دوسرے خلاف قانون افعال سے متعلق وضع کئے جائیں فی الوقت رائے دہی کے ناقابل قرار دیا گیا ہو۔ اور ایسے شخص کا نام جسے اس طرح ناقابل قرار دیا گیا ہو اس حلقہ کی انتخابی اکائی کی انتخابی فہرست سے جس میں وہ شریک کیا جا سکتا ہو فوراً خارج کر دیا جائے گا۔

(۵) کسی حلقہ کی انتخابی اکائی کی انتخابی فہرست میں کسی ایسے شخص کا نام شریک نہیں کیا جا سکتا اور نہ ایسا کوئی شخص اس کے انتخاب میں رائے دے سکتا جو قید کی سزا بھگت رہا ہو۔

(۶) کسی شخص کا نام ایک سے زیادہ حلقہ یا ایک سے زیادہ انتخابی اکائی کی انتخابی فہرست میں شریک نہ کیا جائے گا اور نہ کوئی شخص ایک سے زیادہ حلقہ یا انتخابی اکائی کے انتخاب میں رائے دے گا۔

مگر شرط یہ ہے کہ سرکار عالی کسی مخصوص مفاد کی نمائندگی حاصل کرنے کے لئے اس فقرہ کی شرائط ضروری کو خاص حکم کے ذریعہ نظر انداز کر سکے گی۔

(۷) کسی حلقہ کی انتخابی اکائی کی انتخابی فہرست میں کسی ایسے شخص کا نام نہ ہو تو شریک کیا جائے گا۔ اور نہ ایسا کوئی شخص اس انتخابی اکائی کے انتخاب میں رائے دے گا جس نے قانون بلدیہ حیدرآباد کے تحت واجب الادا کوئی بلدی محصول جزواً یا کلاً ادا نہ کیا ہو۔

(۸) کسی حلقہ کی انتخابی اکائی کی انتخابی فہرست میں کسی ایسے شخص کا نام شریک نہ کیا جائے گا جو ماقبل کے سال میں کم سے کم (۱۸۰) دن تک اس انتخابی اکائی میں سکونت پذیر نہ رہا ہو۔ اور کوئی شخص کسی حلقہ انتخاب کی انتخابی اکائی میں سکونت پذیر اس وقت متصور ہوگا جبکہ وہ معمولاً وہاں رہتا ہو یا جہاں اس کے خاندان کا مکان ہو جس میں کبھی کبھی وہ خود بھی سکونت اختیار کرتا ہو یا جہاں اس کا ایسا رہائشی مکان ہو جس میں وہ جب چاہے سکونت اختیار کر سکتا ہو اور کبھی کبھی سکونت اختیار کرتا بھی ہو۔

قابلیتیں

والیان سمستان و جاگیردار

(۹) والیان سمستان و جاگیرداروں کے حلقہ کی انتخابی فہرست میں نام شریک کئے جانے کا یا اس حلقہ کے انتخاب میں رائے دینے کا مستحق ایسا شخص ہوگا جو۔

الف۔ کسی قطعہ اراضی کا قابض ہو جس پر قانون مالگزاری اراضی سرکار عالی کی تعریف کے مطابق جاگیر کا اطلاق ہوتا ہو اور اس سے اس کی خاص آمدنی باستثنائے کسی تین ہزار روپیہ سالانہ سے کم نہ ہو۔ یا

ب۔ کسی قطعہ اراضی کی آمدنی میں جس پر قانون مالگزاری اراضی سرکار عالی کی تعریف کے مطابق جاگیر کا اطلاق ہوتا ہو حصہ دار ہو اور اس سے کم از کم تین ہزار روپے سالانہ حصہ پانے کا مستحق ہوگا۔

معاشدار

(۱۰) معاشداروں کے انتخابی فہرست میں نام شریک کئے جانے کا یا اس حلقہ کے انتخاب میں رائے دینے کا مستحق ایسا شخص ہوگا جو۔

الف۔ ممالک محروسہ سرکار عالی میں صاحب منصب معاشدار ہو اور ممالک محروسہ سرکار عالی میں ایسی اراضی معاش رکھتا ہو جو جاگیر نہ ہو اور جس کی بابت کم سے کم چھ سو روپیہ سالانہ بطور زر مالگزاری تشخیص کئے جاسکتے ہوں۔ یا

ب۔ ممالک محروسہ سرکار عالی میں واقع ایسی اراضی معاش کی آمدنی میں جو جاگیر نہ ہو کم سے کم چھ سو روپیہ سالانہ کا حصہ دار ہو۔ یا

ج۔ حکومت سرکار عالی سے کم سے کم سالانہ چھ سو روپیہ نقد بطور معاش پاتا ہو۔

مزدور (۱۱) مزدوروں کے حلقہ کی انتخاب فہرست میں نام شریک کئے جانے کا یا اس حلقہ کے انتخاب میں رائے دینے کا مستحق ایسا شخص ہوگا جس نے انتخابی فہرست کی تیاری سے عین ماقبل کے سال میں مسلسل یا بہ حیثیت مجموعی کم سے کم (۱۸۰) دن کسی ایسے کارخانہ میں جو بلدیہ حیدرآباد کے حدود اراضی میں واقع ہو اور جس کی ملازمت سرکار عالی نے کی ہو۔ اگر مرد ہو تو کم سے کم (۲) روپیہ ماہانہ اور عورت ہو تو (۱) روپیہ ماہانہ معاوضہ پر کام کیا ہو لیکن ہر صورت میں تین سو روپیہ ماہانہ سے کم شرح معاوضہ پر کام کیا ہو۔

مزدوروں کی حلقہ کی انتخابی فہرست میں نام شریک کئے جانے کا یا اس حلقہ کے انتخاب میں رائے دینے کا مستحق ایسا شخص نہ ہوگا جو کلیتاً یا بڑی حد تک ایجنٹ، نگران کار یا بھرتی کرنے والے کی حیثیت سے یا انتظامی حیثیت سے مامور ہو۔

توضیح۔ ایسے شخص کے متعلق جو کسی کارخانہ میں ایجنٹ یا منیب، عملہ دفتر منیجر، پروف ریڈر (Proof Reader)، محرر یا محاسب، تیج کنندہ سیلس مین (Salesman)، .... ٹائم کیپر (Time Keeper)، .... جابر (Jobber) بھرتی کرنے والے مستری یا اسی نوعیت کی کسی اور حیثیت سے مامور ہو۔ یہ متصور ہوگا کہ وہ کلیتاً یا بڑی حد تک ایجنٹ، نگران کار یا بھرتی کرنے والے کی حیثیت سے یا انتظامی حیثیت سے مامور ہے۔

صنعت

(۱۲) صنعت کے حلقہ کی انتخابی فہرست میں نام شریک کئے جانے کا یا اس حلقہ کے انتخاب میں رائے دینے کا مستحق ایسا شخص ہوگا جو۔

الف۔ بلدیہ حیدرآباد کے حدود اراضی میں واقع کسی ایسے کارخانہ کا مالک ہو جس میں عین ماقبل کے سال کے دوران میں کام جاری رہا ہو اور جس کی

رجسٹری دستور العمل کارخانہ جات سرکار عالی اور اس کے رو سے
کے تحت ہوئی ہو۔ یا

ب۔ مجلس کے حدود اراضی میں واقع کسی کارخانہ کا
مالک ہو جس کی صراحت سرکار عالی نے کی ہو۔ یا

ج۔ کسی ایسے کارخانہ کا جس کی صراحت فقرہ الف
یا ب میں ہو۔ ناظم شراکت دار۔ مینجر۔ مینجنگ ایجنٹ۔ معتمد
یا کوئی اور مستقل عہدہ دار ہو۔ یا

د۔ کسی ایسی شراکت کا شراکت دار یا ایجنٹ ہو جو
بلدہ حیدرآباد کے حدود اراضی میں خاص صنعتی اغراض کے
لئے قائم کی گئی ہو۔ اور جس کی رجسٹری قانون شراکت ممالک
محروسہ سرکار عالی کے تحت عمل میں آئی ہو۔ یا

ھ۔ ایسا فرد۔ فرم یا ہندو مشترکہ خاندان ہو جس
کی ایسی آمدنی پر جو بلدہ حیدرآباد کے حدود اراضی میں صنعت
سے حاصل کی گئی ہو کسی ایسے نافذ الوقت قانون کے تحت
جس کی صراحت سرکار عالی نے کی ہو۔ محصول تشخیص کیا گیا ہو۔

تجارت

(۳) تجارت کے حلقے کی انتخابی فہرست میں
نام شریک کئے جانے کا یا اس حلقے کے انتخاب میں رائے
دینے کا مستحق ایسا شخص ہوگا جو۔

الف۔ بلدہ حیدرآباد کے حدود اراضی میں تجارت
کرتا ہو جس سے اس کی آمدنی کم از کم دو ہزار روپیہ سالانہ ہو۔ یا

ب۔ قانون کمپنی ممالک محروسہ سرکار عالی کی تعریف
کے مطابق بلدہ حیدرآباد کے حدود اراضی میں واقع کسی
کمپنی انجمن یا شراکت کا بہ استثنائے ان کمپنیوں انجمنوں یا
شراکتوں کے جو صنعت یا بنک کاری کی اغراض کے لئے
قائم کی گئی ہو۔ ناظم شراکت دار۔ مینجر۔ مینجنگ ایجنٹ۔
ایجنٹ معتمد یا کوئی اور مستقل عہدہ دار ہو۔ یا

ج۔ کسی ایسی شراکت کا جو کلیتاً تجارت کی
اغراض کے لئے بلدہ حیدرآباد کے حدود اراضی میں قائم کی گئی
ہو اور جس کی رجسٹری قانون شراکت سرکار عالی کے تحت
عمل میں آئی ہو شراکت دار یا ایجنٹ ہو۔ یا

د۔ کسی ایسی کمپنی کا جو تجارت کرتی ہو اور کم سے
کم دس ہزار روپے ادا شدہ سرمایہ کے ساتھ ممالک محروسہ
سرکار عالی سے باہر تشکیل پائی ہو اور بلدہ حیدرآباد کے
حدود اراضی میں اپنا مقام کاروبار رکھتی ہو ایسا ناظم شراکت دار
مینجر۔ مینجنگ ایجنٹ۔ ایجنٹ۔ معتمد یا کوئی اور مستقل
عہدہ دار ہو جو بلدہ حیدرآباد کے حدود اراضی میں سکونت
رکھتا ہو۔ یا ھ۔ ایسا فرد۔ فرم یا ہندو مشترکہ خاندان
ہو جس کی ایسی آمدنی پر جو بلدہ حیدرآباد کے حدود اراضی
میں تجارت سے حاصل کی گئی ہو کسی ایسے نافذ الوقت
قانون کے تحت جس کی صراحت سرکار عالی نے کی ہو محصول
تشخیص کیا گیا ہو۔

بنک کاری

(۴) بنک کاری کے حلقہ کی انتخابی فہرست
میں نام شریک کئے جانے کا یا اس حلقہ کے انتخاب میں
رائے دینے کا مستحق ایسا شخص ہوگا جو۔ الف۔ ناظم شراکت دار
مینجر۔ مینجنگ۔ ایجنٹ۔ ایجنٹ۔ معتمد یا کوئی اور مستقل
عہدہ دار ہو اور بلدہ حیدرآباد کی حدود اراضی میں اپنا
مقام کاروبار رکھتا ہو۔ (اول) کسی ایسے بنک کا جو
قانون حیدرآباد اسٹیٹ بنک کے تحت تشکیل پایا ہو (دوم)
کسی ایسے بنک کا جس کی رجسٹری قانون انجمن امداد قرضہ
ممالک محروسہ سرکار عالی کے تحت عمل میں آئی ہو (سوم)
کسی ایسے بنک کا جو قانون زمین گروی بنک ممالک محروسہ
عالی کے تحت تشکیل پایا ہو۔ (چہارم) کسی ایسے بنک کا
جو قانون کمپنی ممالک محروسہ سرکار عالی کے تحت تشکیل پایا
ہو۔ (ب) بنک کاری کا کاروبار کرنے والے کسی ایسے
ادارہ کا جو بلدہ حیدرآباد کے حدود اراضی میں واقع ہو
مالک یا شراکت دار ہو اور جس سے قانون متعلق شہادت
کتب مہاجنان ممالک محروسہ سرکار عالی کے احکام متعلق
کئے گئے ہوں۔ یا (ج) انسٹی ٹیوٹ آف بنکرز لندن
یا انڈین انسٹی ٹیوٹ آف بنکرز کا معتمد رکن ہو اور
بلدہ حیدرآباد کے حدود اراضی میں کسی بنک یا کسی شاخ
بنک میں مامور ہو یا مجلس کے حدود اراضی میں اور طور پر
بنک کاری کے کاروبار سے تعلق رکھتا ہو۔ یا (د) کسی
ایسے بنک کا جو کم سے کم ایک لاکھ روپے ادا شدہ سرمایہ
کے ساتھ ممالک محروسہ سرکار عالی کے باہر تشکیل پایا ہو۔
اور بلدہ حیدرآباد کے حدود اراضی میں اپنا مقام کاروبار
رکھتا ہو ایسا ناظم شراکت دار مینجر مینجنگ ایجنٹ ایجنٹ
معتمد یا کوئی اور مستقل عہدہ دار ہو جو بلدہ حیدرآباد کے حدود
اراضی میں سکونت رکھتا ہو (ھ) ایسا فرد فرم یا ہندو مشترکہ
خاندان ہو جس کی ایسی آمدنی پر جو بلدہ حیدرآباد کے
حدود اراضی میں بنک کاری سے حاصل کی گئی ہو کسی ایسے
نافذ الوقت قانون کے تحت جس کی صراحت سرکار عالی
نے کی ہو محصول تشخیص کیا گیا ہو۔

طیلسانین۔

(۵) طیلسانین کے حلقے کی انتخابی فہرست میں
نام شریک کئے جانے کا یا اس کے انتخاب میں رائے
دینے کا مستحق ایسا شخص ہوگا جس نے انتخابی فہرست میں
نام شریک کئے جانے سے کم سے کم پانچ سال پیشتر (الف)
جامعہ عثمانیہ یا کسی ایسی ہندوستانی یا بیرونی جامعہ کا
جسے سرکار عالی نے تسلیم کیا ہو طیلسان حاصل کیا ہو۔ (ب)
کوئی ایسا امتحان کامیاب کیا ہو جسے سرکار عالی نے
اس غرض کے لئے طیلسان کے برابر کیا ہو۔

پیشہ وکالت

(۶) پیشہ وکالت کے حلقہ کی انتخابی فہرست
میں نام شریک کئے جانے کا یا اس حلقہ کے انتخاب میں
رائے دینے کا مستحق ایسا شخص ہوگا جو قانون وکلاء سرکار
عالی کے احکام کے مطابق عدالت العالیہ کی دی ہوئی
کسی درجہ کی سند وکالت رکھتا ہو۔

پیشہ طبابت

(۷) پیشہ طبابت کے حلقہ کی انتخابی فہرست
میں نام شریک کئے جانے کا یا اس حلقہ کے انتخاب میں
رائے دینے کا مستحق ایسا شخص ہوگا جو۔ الف۔ ایلوپیتھک
طریقہ علاج کا ایسا طبیب ہو جس نے قانون میڈیکل رجسٹریشن
سرکار عالی کے تحت اپنا نام رجسٹر کرایا ہو یا ایسی قابلیتیں
رکھتا ہو جن کی بناء پر وہ اپنا نام قانون مذکور کے تحت رجسٹر
کرانے کا مستحق ہو۔ یا ب۔ یونانی آیورویدک یا کسی اور
طریقہ علاج کا ایسا طبیب ہو جس نے قانون طبابت سرکار
عالی کے تحت اپنا نام رجسٹر کرایا ہو یا ایسی قابلیتیں رکھتا
ہو جن کی بناء پر وہ اپنا نام قانون مذکور کے تحت رجسٹر
کرانے کا مستحق ہو یا ج۔ دندان سازی۔ یا علاج حیوانات
میں کسی ایسے ادارہ کا ڈپلوما رکھتا ہو جسے سرکار عالی نے تسلیم
کیا ہو۔

اراضی و املاک کے مالک

(۸) مالکان اراضی و املاک کے حلقہ کی انتخابی
فہرست میں نام شریک کئے جانے کا یا اس حلقہ کے انتخاب
میں رائے دینے کا مستحق ایسا شخص ہوگا جو بلدہ حیدرآباد کے حدود
اراضی میں ایسی اراضی یا مکان کا مالک ہو جس کے سالانہ کرایہ
کا تخمینہ ساٹھ روپے یا اس سے زائد کیا گیا ہو۔

اراضی و املاک کے کرایہ دار

(۹) املاک و اراضی کے کرایہ داروں کے حلقہ کی
انتخابی فہرست میں نام شریک کئے جانے کا یا اس حلقہ
کے انتخاب میں رائے دینے کا مستحق ایسا شخص ہوگا جو بلدہ
حیدرآباد کے حدود اراضی میں ایسی اراضی یا مکان کا کرایہ
دار ہو جس کا کرایہ وہ پانچ روپیہ ماہانہ سے کم ادا نہ کرتا ہو۔

مشترکہ جائداد وغیرہ سے متعلق عام احکام (۱۰)۔ اگر ایک
سے زیادہ اشخاص کسی جائداد کے مشترکہ مالک ہوں یا اس
پر مشترکہ قبضہ رکھتے یا اس کے تعلق سے مشترکہ ادائی
کرتے ہوں یا مشترکہ محصول کے مشترکہ طور پر ذمہ دار ہوں تو
اس جائداد یا مشترکہ محصول کے تعلق سے ان میں سے صرف ایک
شخص کسی حلقہ کی انتخابی فہرست میں شریک کئے جانے کا یا
اس حلقہ کے انتخاب میں رائے دینے کا مستحق ہوگا اور وہ
ایسا شخص ہوگا جو۔ الف۔ ہندو مشترکہ خاندان کی صورت
میں اس کا منتظم ہو۔ ب۔ کسی دوسرے مشترکہ خاندان
کی صورت میں اس خاندان کا ایسا رکن ہو جسے ارکان
خاندان نے اس بارے میں مجاز قرار دیا ہو ج۔ کسی
دوسری صورت میں ایسا شخص ہو جسے متعلقہ اشخاص کی
اکثریت نے اس بارے میں مجاز کیا ہو۔

(۱۱) بجز اس صورت کے جس کی صراحت اوپر کی گئی
ہے کوئی شخص کسی جائداد کی مد تک کسی حلقہ کی انتخابی فہرست
میں اپنا نام شریک کرانے یا اس حلقہ کے انتخاب میں رائے
دینے کا مستحق نہ ہوگا۔ تاوقتیکہ وہ امانت داری کی
(Fiduciary Capacity) سے نہیں بلکہ خود
اپنے ذاتی حق کی بناء پر جائداد کے تعلق سے مقررہ قابلیت
نہ رکھتا ہو۔

(محکمہ اطلاعات)

مسئلہ ہند اور عوامی حکومت

کیا ہندوستان کے مسئلہ کو حل کرنے کے لئے برطانیہ کی مزدور حکومت کے پاس کوئی نیا لائحہ عمل ہے؟ قرائن بتاتے ہیں کہ کسی نئی چیز کی امید نہیں ہے۔ مزدور حکومت کوئی نیا اقدام کرنے کے لئے تیار نہیں ہے تاہم کرپس کی پرانی تجویز کو نیا جامہ پہنا کر پیش کیا جائے۔ وہی ہندوستان کے مستقبل کے بارے میں کی بنیاد ہوگی اخباروں کے نمائندوں کے بیان سے یہی ظاہر ہوتا ہے۔

اگر ان تجویزوں پر عمل ہوا تو الیکشن ختم ہونے کے بعد ہندوستان کی صورت حال کیا ہوگی؟ ۱۹۳۵ء کے دستور کے مطابق صوبوں میں قومی وزارتیں قائم ہو جائیں گی اور ویول کی تجویز کے مطابق کانگریس اور لیگ کو ملا کر مرکز میں بھی عوامی حکومت قائم کرنے کی ایک بار پھر کوشش کی جائے گی۔ متناسب نمائندگی کی بنیاد پر نئی اسمبلیوں کے ذریعہ مجلس دستور ساز بنائی جائے گی۔ اس مجلس میں دیسی ریاستوں کے "ڈیلی گیٹ" بھی شامل کئے جائیں گے۔ مجلس دستور ساز خود مختار ہندوستان کا نیا دستور بنائے گی اور یہ فیصلہ کرے گی کہ ہندوستان برطانوی سلطنت میں شامل رہے یا مکمل طور سے آزاد ہو جائے۔

۱۹۴۲ء میں سر اسٹیفورڈ کرپس نے یہی تجویزیں ہندوستان کے سامنے پیش کی تھیں جنہیں کانگریس اور لیگ دونوں نے مسترد کر دیا تھا۔ کانگریس نے اس قسم کی مجلس دستور ساز کو اس لئے مسترد کر دیا تھا کہ وہ عوامی جماعت کی صحیح نمائندگی نہیں کر سکے گی۔ کیونکہ وہ تمام بالغ مردوں اور عورتوں کی رائے سے منتخب کئے ہوئے نمائندوں پر مشتمل نہ ہوگی۔ مسلم لیگ نے کرپس کی تجویز کی ہوئی "مجلس دستور ساز" کو اس لئے مسترد کیا کہ وہ مسلم اکثریت کے علاقوں کے حق خود اختیاری کی تصدیق نہیں کر سکتی تھی مسلم لیگ مسلم اکثریت کے علاقوں کے لئے ایک جداگانہ مجلس قانون ساز کا مطالبہ کرتی ہے:

دوسرے الفاظ میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ اگر برطانوی مزدور حکومت میں اتنی ہمت اور فراست نہیں ہے کہ وہ کرپس کی دقیانوسی غیر جمہوری تجویزوں سے آگے بڑھ سکے تو اسے ہندوستان میں بحران کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ لیبر حکومت اس فریضہ کو ادا نہیں کرے گی جو عوام نے اس پر عائد کیا ہے اور متحدہ اقوام کے اس عہد سے غداری کرے گی کہ ہندوستان کو اپنی آزاد حکومت کا موقع دیا جائے۔ اس طرح لیبر حکومت کی نہیں بلکہ رجعت پرست سامراجیوں کی جیت ہوگی جو ہندوستان کے جمود سے فائدہ اٹھا کر اس کی کوشش کریں گے کہ برطانوی اجارہ داری کا اقتدار ہندوستان پر باقی رہے اور ہندوستان بدستور انگریزی سرمایہ داری اور شہنشاہیت کا غلام رہے۔

لیبر حکومت کے موجودہ تذبذب پر ٹوری اور قدامت پرست جماعت کے ارباب سیاست اثر انداز ہو رہے ہیں۔ چنانچہ اخبار "ہندو" مدراس کا نامہ نگار لندن سے رقمطراز ہے کہ یہ قرین قیاس کر لینا چاہئے کہ لارڈ ویول سے جو مشورہ ہو رہے ہیں ان میں حکومت کے وزیروں کے علاوہ انڈیا آفس کے حکام بھی دخل دے رہے ہیں اور یہ یقین کرنے کی کافی وجوہات ہیں کہ ٹوری جماعت کے سیاستدان محض تماشائی کی حیثیت نہیں رکھتے ہیں۔۔۔ مجھے معتبر ذرائع سے اطلاع ملی ہے کہ ان لوگوں کے علاوہ سابق وزیر ہند مسٹر ایمری نے بھی وائسرائے سے گفتگو کی۔ ۴ ستمبر۔ ٹوری جماعت کے ہندوستان دشمن سامراجی پس پردہ لیبر حکومت پر اثر اور دباؤ ڈال رہے ہیں لیکن پارلیمنٹ کے عام لیبر ممبر اپنے فرض سے غافل نہیں ہیں چنانچہ ۲۳ لیبر ممبروں نے حکومت کے سامنے ایک یادداشت پیش کی ہے جس میں ہندوستان کے لئے شہری آزادی اور تمام سیاسی قیدیوں کی رہائی کا مطالبہ کیا گیا ہے اور یہ بھی درخواست کی گئی ہے کہ ووٹ دینے والوں کی تعداد بڑھائی جائے۔

اس ہفتے بلیک پول میں برطانوی ٹریڈ یونین کی سالانہ کانفرنس ہو رہی ہے جس کے ساٹھ لاکھ ممبر ہیں اس کانفرنس میں ایک بڑی یونین تجویز پیش کرنے والی ہے کہ حکومت سے یہ مطالبہ کیا جائے کہ وہ ہندوستان کے سیاسی جمود کا حل نکالے اور وہاں قومی حکومت قائم کرے۔

لیکن برطانوی مزدور طبقے کے یہ نیک ارادے اس وقت تک لیبر حکومت کے تذبذب کو اور قدامت پرست سامراجیوں کے اثر کو دور نہیں کر سکیں گے جب تک کہ ہندوستان کے عوام اور سیاسی جماعتیں ہندوستان کے مطالبہ کو متحد ہو کر تقویت نہ پہنچائیں گی۔ سب کو متحدہ طور سے تمام قومی طاقتوں کے لئے ایسی قانون ساز کا مطالبہ کرنا چاہئے جو دیسی ریاستوں سمیت تمام ہندوستان کی مکمل آزادی کی ضامن ہوں گی اور مسلم اکثریت کے علاقوں کے حق خود اختیاری کی تصدیق کریں گی۔

آزاد اور خود مختار پاکستان یا آزاد اور خود مختار ہندوستان کا وفاق برطانوی حکومت کی طرف سے تحفتاً نہیں پیش کیا جا سکتا انہیں ہندوستان کے عوام منتخب شدہ حلقوں سے زیادہ مجالس دستور ساز قائم کر کے اپنی طاقت اور اپنے ذریعہ سے ہی حاصل کر سکتے ہیں۔

کانگریس ایک مجلس دستور ساز پر زور دے رہی ہے وہ مسلمانوں کے اکثریت کے علاقوں میں حق کی حد بندی سکھوں کی طرح دوسرے قومی گروہوں کے مفاد کو نقصان پہنچائے بغیر کی جا سکتی ہے علاوہ خود مختار مجلس دستور ساز قائم کرنے کے لئے تیار نہیں ہے مسلم لیگ کے رہنما پاکستان کو جمہوری اور جائز مطالبہ کی طرح پیش کرنے کے بجائے صرف مسلمانوں کے استصواب پر زور دے رہے ہیں۔

کمیونسٹ پارٹی کو یقین ہے کہ مندرجہ بالا اصولوں کی روشنی اور جمہوریت، انصاف اور آزادی کی بنیاد پر کانگریس، لیگ، ہندو مسلم عوام ایک متحدہ محاذ بنا سکنے کے لئے تیار ہو سکتے ہیں۔ آنے والے انتخابات میں کمیونسٹ پارٹی مسلم لیگ کے جائز مطالبہ پاکستان کی حمایت کرے گی اس کی کوشش اس بات کے لئے صرف ہوں گی کہ منتخب شدہ حدود کے علاقوں میں دو یا زیادہ مجالس دستور ساز کی بنیاد پر کانگریس لیگ میں سمجھوتہ ہو تاکہ آزاد جمہوری ہندوستان کی تشکیل ہو۔

میں سرمایہ داروں یا سرمایہ پرستوں کا وکیل نہیں

مولانا ارشد تھرابی صاحب نے مستند صاحب مسلم بزنس ایسوسی ایشن کے جوابی بیان کے ضمن میں حسب ذیل تحریر بغرض اشاعت روانہ کی ہے:۔

مستند صاحب مسلم بزنس ایسوسی ایشن کا بیان میرے لئے قطعاً تعجب خیز نہیں۔ میں جانتا تھا کہ مستند مسلم بزنس ایسوسی ایشن کو اس غرض کے لئے کیا جائے گا۔ اس امر کی صراحت کی شاید چنداں ضرورت نہیں کہ اس نام اور اس ادارے کے پیچھے کونسے مفادات کارفرما ہیں اور کن تاجروں کو اس طبقہ کی وکالت کا شرف حاصل ہے۔ تاجروں کا میرے بیان سے پریشان ہو جانا قابل فہم ہے لیکن مستند صاحب نے نہایت غلط طریقہ پر عوام کو بھی اپنی اس پریشانی میں شامل کرنے کی کوشش کی ہے۔ عوام اپنے مفاد کو اب خوب سمجھنے لگے ہیں۔ وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ جنہوں نے کس طرح ایک جانب کاشتکاروں اور دوسری جانب صارفین کا صدیوں سے خون چوسا ہے اب وہ شکل ہی سے وجوہ کیا سمجھیں گے۔ رہا نرخوں کا سوال تو میں یہ یاد دلانا چاہتا ہوں کہ قاضی عبدالغفار صاحب مدیر پیام نے ایک استفسار کے جواب میں مجلس اغذیہ کے گزشتہ اجلاس میں مسٹر [illegible] نے تفصیلی روشنی ڈالی اور بتایا کہ [illegible] کے موجودہ نرخ ان نرخوں سے کم ہیں جو خود تاجروں کے بیان کے مطابق تاجر طبقہ عائد کرتا اگر ملک میں آزاد تجارت ہوتی۔ اس صاف و صریح بیان کی موجودگی میں یہ دعویٰ کہ تاجر کے دور میں صارفین فائدہ میں رہتے محض عوام فریبی ہے۔ مجھے یہ دیکھ کر ہنسی آئی کہ مستند صاحب نے کوشش کی ہے کہ میں اپنے خیالات پر مصر ہوں تو میری مقبولیت متاثر ہوگی۔ میں نے سرمایہ داروں اور سرمایہ پرستوں میں مقبولیت حاصل کرنے کی کبھی کوشش نہیں کی۔ ایسی کوشش ان دوستوں کو مبارک ہو جو عوام کے مفادات کو بالائے طاق رکھ کر اپنی منفعت کی خاطر سرمایہ داروں کی وکالت فرماتے ہیں۔ اگر صارفین، غریب عوام اور بیچارے کاشتکاروں کو میری اس مفید کوشش سے فائدہ پہنچتا ہے تو یہی میرے لئے کافی ہے۔ کاش قائد ملت آج زندہ ہوتے! (اورینٹ پریس)

حیدرآباد میں چاول کی درآمد کافی نہیں

اکبر علی خاں صاحب ممبر سنٹر کا بیان

نئی دہلی ۱۵ ستمبر۔ مسٹر میر اکبر علی خان نے جو کل ہند مجلس مشاورت اغذیہ میں حیدرآباد کے غیر سرکاری نمائندہ ہیں مملکت حیدرآباد کی غذائی صورت حال پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ حیدرآباد میں چاول کی رسد کافی نہیں، چاول کی بڑی درآمدات بہت ضروری ہیں۔ آپ نے کہا کہ جنگ سے قبل حیدرآباد ۲۷ ہزار ٹن چاول درآمد کیا کرتا تھا اور سال گزشتہ صرف ۱۹ ہزار ٹن چاول کی درآمد ہو سکی۔ اس کے باعث اہل حیدرآباد کو بڑی تکالیف اٹھانی پڑیں۔ موصوف نے حکومت ہند پر زور دیا کہ حیدرآباد کے لئے زیادہ چاول فراہم کیا جائے۔

حیدرآباد کے غذائی نظم و نسق کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ حکام اور عوام کے خوشگوار تعاون کی وجہ سے یہ نظم و نسق حیدرآباد میں کامیاب رہا ہے جہاں اجناس خوردنی کی پالیسی میں امداد باہمی کا طریقہ اختیار کرنے سے دلچسپی ہے اور اس خصوص میں عملی تدابیر اختیار کی جا رہی ہیں۔

مسٹر اکبر علی خان نے بیان کیا کہ سارے ہندوستان میں محکمہ اغذیہ کو مستقل طور پر قائم رکھنا چاہئے تاکہ ملک کی غذائی ضروریات کی تکمیل کی جا سکے۔ آپ کو یہ معلوم کر کے حیرت ہوئی کہ جنگ کے آغاز کے وقت ہندوستان جو تقریباً دو کروڑ ٹن غلہ کے بارے میں خسارہ میں تھا۔ (اے پ)

غلہ کی نکاسی امداد باہمی کے ذریعہ

نئی دہلی ۱۷ ستمبر۔ [illegible] مشاورتی مجلس اغذیہ کے اجلاس میں ایک قرارداد پیش کی جس میں سفارش کی گئی ہے کہ دیہاتی انجمنوں کو ترقی دینے اور غذائی پیداوار کی نکاسی کو امداد باہمی کے تفویض کرنے کے لئے تمام صوبائی اور ریاستی حکومتوں کو ضروری تدابیر اختیار کرنی چاہئیں۔ اس مقصد کے حصول کے لئے موجودہ غذائی کنٹرول کی تدابیر سے پورا پورا فائدہ اٹھایا جانا چاہئے۔

اجلاس میں اس قرارداد کو بغیر [illegible] منظور کیا گیا اور طے پایا کہ مرکزی حکومت اس سفارش کو صوبائی اور ریاستی حکومتوں کے آگے پیش کرے اور ایسے رقبہ جات میں مناسب کارروائی کی جائے جہاں انجمن ہائے امداد باہمی استعداد یافتہ طاقتور ہوں کہ یہ کام ان کے تفویض کیا جا سکے۔ (اے پ)

قانون اتحاد پیشہ وران کی منظوری

باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ بارگاہ خسروی سے قانون اتحاد پیشہ وران کے نفاذ کی منظوری صادر ہوئی ہے۔ اس قانون کے تحت مزدوروں کو اپنے منظم ہونے کی سہولتیں فراہم کی گئی ہیں اور اس کا مقصد یہ ہے کہ مزدوروں کی انجمنوں کو قانونی اور تحفظ کی حیثیت عطا کی جائے تاکہ وہ ایسی ہڑتالوں کی صورت میں جو قانون کے خلاف نہ ہوں ان کو دیوانی اور تعزیری ذمہ داریوں سے بری ہوں۔

اس قانون میں علاوہ دوسری چیزوں کے اس امر کا انتظام کیا گیا ہے کہ مزدوروں کی کوئی جماعت رجسٹرار اتحاد پیشہ وران کے پاس رجسٹری کے لئے درخواست پیش کر سکے گی اور رجسٹرار اس امر کا اطمینان کرنے کے بعد کہ [illegible] اتحاد جائز مقاصد کے لئے قائم ہوا ہے [illegible] رجسٹری کرے گا۔ اتحاد پیشہ وران کا سرمایہ صرف اس تنظیم کی جائز ضروریات کے لئے استعمال کیا جا سکے گا۔ [illegible] ایسے احکام بھی موجود ہیں جن کی رو سے رجسٹری شدہ اتحاد پیشہ وران [illegible] کی ایک تہائی تعداد [illegible] مزدوروں کی تنظیم [illegible] پیش قدمی کر رہے ہیں اور اس ریاست کے [illegible] آجروں کی جانب سے مزدوروں کی انجمنوں کو تسلیم کرنے کی رفتار میں اس قانون کی وجہ سے بڑی مدد ملے گی۔ امید کی جاتی ہے کہ آجروں اور مزدوروں کے تعلقات کی استواری میں یہ قانون بڑا ممد و معاون ثابت ہوگا۔

طیلسانین عثمانیہ کے نام معتمد صاحب نمائش کمیٹی کا مراسلہ

بقیہ سلسلہ صفحہ (۳)

مندرجہ ذیل مواد بہ عجلت ممکنہ فراہم فرمایا جائے تو ممنونیت کا باعث ہوگا۔ تاکہ نہ صرف عثمانین کے علمی کارناموں کا مظاہرہ کیا جائے بلکہ ان کا صحیح مقام بھی ملک و دنیا پر واضح کیا جا سکے اور ایک نظر میں معلوم ہو جائے کہ کن عثمانین کے قلم سے کونسی کتابیں نکلیں، کہاں دستیاب ہو سکتی ہیں اور علم کے حقیقی خدمت گزار کون ہیں اور ساتھ ساتھ تمام جو اہر افکار جو مضامین، مقالے، تصانیف اور تالیف کی صورت میں منتشر ہیں وہ بھی ایک جگہ جمع ہو جائیں۔

۱۔ نمبر شمار ۶۔ عنوان تالیف
۲۔ نام مولف ۷۔ تاریخ تالیف
۳۔ تاریخ ولادت مع مختصر حالات زندگی ۸۔ تاریخ و مقام طباعت
۴۔ اسناد علمی ۹۔ ناشر یا فروخت شدہ
۵۔ تار و پتہ ۱۰۔ کیفیت

کتب خانہ ہذا میں جناب کے کن کتابیں موجود ہیں ان کی ایک فہرست اس کے ساتھ منسلک کی گئی ہے

شرف الدین بی اے (عثمانیہ)
معتمد اعزازی

کانگریس اور کمیونسٹ پارٹی کا تصادم

بقیہ سلسلہ صفحہ (اول)

گیا ہے کیا اب بھی اس تجربہ سے وہ فائدہ اٹھائے گی؟ کانگریس ایک طرف کمیونسٹوں کو پیچھے کر نکال باہر کر رہی ہے کہ وہ اپنی تنظیم میں اختلافی عناصر کو گوارا کر سکتی مگر دوسری طرف زمینداروں اور سرمایہ داروں کو پیچھے کر کانگریس میں لایا جا رہا ہے کہ یہ ایک قومی تنظیم ہے جو ملک کے تمام عناصر کے لئے کھلی ہوئی ہے۔ کانگریس اپنے اس نقطۂ نظر پر آج کل بہت زور دے رہی ہے۔ عوام پر کانگریس کا وہ اثر نہیں رہا جو پہلے تھا اس لئے وہ اونچے طبقوں کی تائید حاصل کرنے پر مجبور ہے۔ کانگریس کی اس مفروضہ ہمہ گیر نوعیت کی وجہ سے بعض اوقات کانگریس کے جلسوں میں پیچیدہ صورت حال پیدا ہو جاتی ہے۔ مدراس میں کاشتکاروں اور زمینداروں کے مفادات میں جو تضاد ہے اس کو کانگریس کی یہ ہمہ گیر تنظیم رفع نہ کر سکی اور تصادم کانگریس کے جلسوں میں اکثر رونما ہوتا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ جب سیاسی تنظیم میں متضاد مفادات جمع ہو جاتے ہیں تو نمائندگی ایسی مفاد کو حاصل ہو جاتی ہے جو زبردست ہے۔ کانگریس پست کسانوں کے باوجود کہ وہ کسان مزدور راج قائم کرنا چاہتی ہے مفادات حاصلہ کی نمائندگی پر مجبور ہے۔

ہندوستانی ریاستوں کی منصوبہ بندی کی کمیٹی کا اجلاس

نئی دہلی۔ ستمبر۔ چانسلر ایوان والیان ریاست نواب صاحب بھوپال نے یہاں کل ہندوستانی ریاستوں کی منصوبہ بندی کی کمیٹی کی صدارت کی۔ آپ نے اس پر زور دیا کہ تعاون کے جذبہ کو وسیع تر امور بالخصوص مشترکہ معاشی امور میں بھی پھیلایا جانا چاہئے۔ اس طریقے سے ریاستیں اس کا یقین حاصل کر سکتی ہیں کہ وہ بہ حیثیت مجموعی اپنے ملک کی ترقی کی ساری مساعی کو آگے بڑھانے میں برطانوی ہند سے پیچھے نہیں ہیں۔

نواب صاحب بھوپال نے صنعتی حکمت عملی کے بارے میں مرکزی حکومت کے حالیہ بیان کا خیر مقدم کیا اور کہا کہ ملک میں صنعتی ترویج کی اسکیم میں ریاستوں کا موثر حصہ ہونا چاہئے۔

ابتدا میں نواب صاحب بھوپال نے ریاستوں کے نمائندوں سے جو عنقریب برطانیہ اور امریکہ کے لئے روانہ ہو رہے ہیں ملاقات کی۔ ریاستوں کے نمائندوں کا یہ وفد اصل مشنری کے حصول کے امکانات کی جانچ پڑتال اور ہندوستانی ریاستوں کی صنعتی ترقی کے بارے میں فنی مشورہ حاصل کرے گا۔

(ا۔پ)

اعجاز پریس چار مینار میں طبع ہو کر دفتر حکمت سائنس سے شائع ہوا۔